يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے تم پر فرمائی اور (خصوصاً یہ کہ) میں نے تم کو فضیلت دی (اس زمانے کے) سب لوگوں پر * اور ڈرو اس دن سے کہ نہ بدلا جائے گا کوئی آدمی کسی کے عوض اور نہ قبول کیا جائے گا اس سے مالی تاوان اور نہ نفع دے گی اسے کوئی سفارش اور نہ ہی ان کی امداد کی جائے گی * اور یاد کرو جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں سے تو انہیں پورے طور پر بجا لایا۔ اللہ نے فرمایا بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں تمام انسانوں کا پیشوا۔ عرض کی میری اولاد سے بھی۔ فرمایا نہیں پہنچتا میرا وعدہ ظالموں تک۔ (۲/۱۲۲ تا ۱۲۴)

قبل ازیں اسی آیت شریفہ کی مفصل تفسیر بیان ہو چکی ہے یہاں (تکرار) تاکید کے طور پر مذکور ہے اس آیت میں (یعنی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی رغبت دلائی تھی جن کی صفتیں وہ اپنی کتابوں میں پاتے تھے جن کا اسم صفات اور کام بھی اسی میں لکھا ہوا تھا بلکہ ان کی امت کا ذکر بھی اسی میں موجود ہے۔ تو اس کے چھپانے اور اللہ تعالیٰ کی دوسری نعمتوں کو پوشیدہ کرنے سے ڈرایا جا رہا ہے اور دینی اور دنیوی نعمتوں کو ذکر کرنے کا کہا جا رہا ہے۔ عرب میں اللہ کی جو نعمت آئی۔ نسل میں جس خاتم النبیین کو اللہ نے مبعوث فرمایا ان سے حسد کر کے نبی کی مخالفت اور تکذیب پر آمادہ نہ ہو جانے کی ہدایت ہو رہی ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

(اور اے محمد ﷺ) یاد کرو جب ابتلا ابراہیم (ع) کو ان کے رب نے چند باتوں میں جانچا (مراد ان چند باتوں سے احکام شریعت ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور جن سے منع کیا یا مراد ان سے وہ احکام ہیں اور بعض نے کہا مراد یہ ہیں۔ کلی کرنا ۔ ناک میں پانی پہنچانا ۔ مسواک کرنا ۔ لبیں ترشوانا ۔ مانگ نکالنا ۔ ناخن کتروانا ۔ بغل کے بال دور کرنا ۔ موئے زیر ناف دور کرنا ۔ ختنہ کرنا ۔ استنجا کرنا ۔) سو (حضرت) ابراہیم (ع) نے ان کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں تم کو لوگوں کا پیشوا اور دین میں مقتدا بناتا ہوں۔ (حضرت) ابراہیم (ع) نے عرض کیا میری اولاد کو بھی پیشوا بنانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان میں ظالموں کا فریق کو پیشوا نہیں بناتا (اس سے معلوم ہوا کہ جو ظالم نہیں ہوگا وہ پیشوا بنے گا) (تفسیر جلالین)

بنی اسرائیل کا قصہ ان دو آیتوں سے شروع فرمایا ہے پہلی آیت میں نعمت کا تذکرہ اور دوسری میں اپنے عذاب سے ڈر کا بیان فرمایا ہے اور پھر انہی دو آیتوں پر ان کے قصہ کو ختم فرمایا تاکہ ان کی نصیحت میں مبالغہ ہو اور انہیں معلوم ہو جائے کہ قصہ سنانے کا مقصد صرف یہی ہے نہ کچھ اور (روح البیان)

مکہ مکرمہ تمام عرب کے لوگ یہود و نصاریٰ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے (بلکہ اب بھی مانتے ہیں) ہر فریق کو اس بات پر بڑا فخر و ناز تھا کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی نسل میں ہیں اور ان کے طریقے کے پیرو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کا وعدہ فرمایا ہے سو وہ ہم کو ہر حال میں کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ تم ابراہیمؑ اور ان کے طریق پر نہیں ہو۔ وہ ہمارا اطاعت فرمانبردار بندہ تھا ہم نے اس کو کئی باتوں میں آزمایا وہ سچے نکلے ✱ اس کے صلہ میں ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو عالم کا پیشوا یعنی نبی بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا الٰہی! میری اولاد میں سے بھی ✱ فرمایا البتہ ایک گروہ تمہاری اولاد میں ایسا ہوگا جو بدکار ہوں گے ان کے لئے میرا اقرار نہیں ان کو یہ برکت نصیب نہ ہوگی۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

بنی اسرائیل بہت مغرور اس پر تھے کہ ہم اولاد ابراہیمؑ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی تیرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور اس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا ہے اللہ کا وعدہ ابراہیمؑ کی اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں اور اس کے دو بیٹے تھے پیغمبر۔ ایک حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں بزرگی رہی۔ اب اسمٰعیلؑ کی اولاد میں پہنچی اور اس کی دعا ہے دونوں کے حق میں اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب امتیں اسی پر قائم ہیں وہ یہ کہ جو حکم اللہ بھیجے پیغمبر کے ہاتھ سو قبول کرنا۔ اب مسلمان ہیں اسی راہ پر اور تم اس سے پھرے ہو۔ (تفسیر موضح القرآن)

خدائی آزمائش یہ ہے کہ بندہ سے جو کوئی بات بندی لازم فرما کر دوسروں پر اس کے کھرے کھوٹے پن کا اظہار کر دے (کنز الایمان)

یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تینوں گروہوں کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت ایک مسلمہ شخصیت تھی ✱ ظاہر ہے کہ تینوں گروہ مذہبی اور ان کے عقائد و رسوم حضرت ابراہیمؑ کے بہت بعد پیدا ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا طریقہ کیا تھا؟ یقیناً وہ ان گروہ بندیوں کا طریقہ نہ تھا۔ پھر جو طریقہ ان کا تھا اسی کی دعوت قرآن پاک دیتا ہے۔ (بحوالہ ترجمان القرآن)

اولاد میں ہونا اللہ کی نعمت ہے ✱ اللہ کی نعمت کو یاد کرنا اور ان کا چرچا کرنا بہت بہتر کام ہے ✱ اللہ خود شکر کر کے اپنے اوصاف بتانا اچھا نہیں ✱ انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور اس کے بعد گناہ کبیرہ اور حقیقی حرکات سے معصوم ہیں ✱ کافر مسلمانوں کا دینی پیشوا نہیں بن سکتا ✱ رب تعالیٰ کی اکثر نعمتیں مختیوں کے بعد ملتی ہیں۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جو نعمتیں عطا فرمائی تھیں انہیں یاد کرنے کا حکم ✱ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے ہم عصروں میں برگزیدہ فرمایا ✱ اس دن (قیامت) سے ڈرو جب کہ ایک نفس کو دوسرے کے عوض میں پکڑا جائے گا ✱ اور نہ اس کو کچھ لے کر چھوڑیں اور نہ کافر کو کوئی شفاعت نفع دے اور نہ کافروں کی مدد ہو ✱ آزمائش ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کامیاب ہوئے کہ اللہ کے حکم کی پیروی تھی کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی فضیلت بیان فرمائی ✱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادات جو ان کی شریعت میں فرض تھیں وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سنت ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق سر اور پانچ کا تعلق بدن سے ہے۔ ۱- کلی کرنا ۲- ناک میں پانی ڈالنا ۳- مانگ نکالنا ۴- مونچھیں کتروانا ۵- مسواک کرنا ۶- ختنہ کرنا ۷- زیر ناف کے بال مونڈنا ۸- بغلوں کے بال اکھیڑنا ۹- ناخن کترنا ۱۰- استنجاء کرنا۔

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ
وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ
وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَ
ارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ
فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرکز لوگوں کے لئے اور امن کی جگہ اور (انہیں حکم دیا کہ)
بنا لو ابراہیم (علیہ السلام) کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز اور ہم نے تاکید کر دی ابراہیم اور اسماعیل
(علیہما السلام) کو کہ صاف ستھرا رکھنا میرا گھر طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں
اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے * اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب! بنا دے اس
شہر کو امن والا اور روزی دے اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے (یعنی) جو ان میں
سے ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر۔ اللہ نے فرمایا (ان میں سے) جس نے کفر کیا
اسے بھی فائدہ اٹھانے دوں گا چند روز پھر مجبور کر دوں گا اسے دوزخ کے عذاب کی طرف
اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ (۲/۱۲۵ اور ۱۲۶)

مثابۃ سے مراد بار بار آنا۔ حج کر کے اگر جا بھی سکیں تاہم دل میں لگن لگی رہتی ہے * یہی جمع ہونے کی جگہ ہے
یہی امن کا مقام ہے جس میں ہتھیار نہیں اٹھایا جاتا جاہلیت کے زمانہ میں بھی (دوسرے لوگ) اس کے آس پاس
لوٹ مار ہوتی رہتی لیکن یہاں امن و امان رہتا۔ کسی کو کوئی بری بات نہ کہتا یہ جگہ ہمیشہ متبرک رہی اور شریف اور
نیک روحیں اس کی مشتاق رہتی ہیں اگرچہ ہر سال زیارت کریں لیکن تاہم شوق بڑھتا رہتا ہے۔ (بحوالہ ابن کثیر)
اور اے لوگو اس پتھر کو جس پر ابراہیم (علیہ السلام) وقت تعمیر کرنے بیت اللہ کے کھڑے ہوتے تھے
نماز کی جگہ بناؤ اس طرح سے کہ اس کے پیچھے دو رکعت طواف کی پڑھا کرو۔ اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام)
اور اسماعیل (علیہ السلام) کو یہ حکم کیا کہ میرے گھر کو بتوں سے پاک کرو طواف کرنے والوں اور وہاں
ٹھہرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے۔ (بحوالہ جلالین)
(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے) جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بنائے کعبہ سے فارغ ہوئے
تو ہم سے دعا کی کہ الٰہی تو نے کعبہ کو جیسا مرکز اور امن بنایا ہے تو اس جگہ یعنی شہر دار الامن بھی بنا (تاکہ
آنے والوں کے لئے ہر قسم کا امن و آرام رہے اور یہ تو ثابت ہے اس شہر کی خبر گیری کیا کریں) اور یہاں کے رہنے
والوں کو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں میوے بھی عطا فرما کہ یہ خشک بیابان ہے اگر ایسا
نہ ہوگا تو یہاں قیام مشکل ہو جاوے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اول مومنوں کے بارے میں اپنی

قومیت کے لئے دعا کی تھی صرف مومنوں کے واسطے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافر اس کا مستحق نہیں یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خیال سے رزق کو بھی امامت پر قیاس کر کے ایمانداروں کی دعا میں مخصوص کیا حالانکہ امامت جو دینی کرامت ہے اس میں اور روزی میں فرق ہے۔ رزق و روزی سب نیک و بد کو ملتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چند روز کافروں کو بھی دنیا سے بہرہ مند کروں گا یعنی تاحیاتِ دنیا پھر اس کے بعد قہر و کھینچ کر عذاب جہنم میں ڈال دیا جائے گا کہ جو نہایت برا ٹھکانہ ہے۔ (تفسیر حقانی)

بیت سے کعبہ شریف مراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخل ہے۔ امن بنانے سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو امن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھیڑیے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ مومن اس میں داخل ہو کر عذاب سے مامون ہو جاتا ہے حرم کو حرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل ظلم شکار حرام و ممنوع ہے (احمدی) اگر کوئی مجرم بھی داخل ہو جائے تو وہاں اس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ (مدارک) مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لئے ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں (احمدی وغیرہ) چونکہ امامت کے بارے میں لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ارشاد ہو چکا تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں مومنین کو خاص فرمایا اور یہی شانِ ادب تھی اللہ تعالیٰ نے کرم کیا دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ رزق سب کو دیا جائے گا مومن کو بھی اور کافر کو بھی لیکن کافر کا رزق تھوڑا ہے یعنی صرف دنیوی زندگی میں وہ بہرہ مند ہو سکتا ہے۔ (تفسیر برحاشیہ کنز الایمان)

فوائد: متبرک چیزوں کی تعظیم کرنا اور اس سے برکت لینا قرآن کریم سے ثابت ہے (مشتقہ مقام ابراہیم) * مسجدوں کو گندگی اور کچرے سے پاک رکھنا ضروری ہے * متولی بھی بنایا جاتا ہے * مسجدوں میں نماز و اعتکاف اور دینی کام ہی ہونے چاہئیں * مسجد میں اور مسجد سے کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرنے چاہئیں * مسافر کا مسجد میں ٹھہرنا اور سونا جائز ہے * مکان کی عزت مکین سے ہے * اللہ والوں کی جگہ کو متبرک سمجھنا جائز ہے (مشتقہ مکہ مکرمہ)[22] * اپنے اہل و عیال اور اہل وطن کے لئے اللہ تعالیٰ سے عمدہ رزق اور اچھے عمل مانگنا جائز اور سنتِ انبیاء ہے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کو جائے رجوع بنایا۔ حج اور عمرہ ادا کرنے والوں کے لئے۔ اور حج و عمرہ کرنے والے حج و عمرہ کی ادائیگی کے بعد بھی بار بار زیارت کو آتے رہتے ہیں یا بار بار حاضر ہونے کی دلی تمنا رکھتے ہیں اسی طرح اسے نشانہ فرمایا تھا جائے امن بنایا یعنی کعبہ شریف اور تمام حرم کو جائے امن بنایا کہ یہاں قتل و غارت گری ظلم و جبر و شکار وغیرہ حرام ہے۔ نیز یہ مقام ابراہیم بھی ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی جسے قرآن مجید نے مصلی بنانے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساکنین حرم کے لئے کشادگی رزق اور انواع و اقسام کے میووں کی عطائی کا معروضہ اختصاص اہل ایمان کے ساتھ کیا اللہ تعالیٰ نے مومن و کافر سبھی کو رزق عطا فرمانے کی اپنی شان کا اظہار فرمایا البتہ کافروں کے لئے دنیوی زندگی کی

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ۠ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ
إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ؕ
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) بنیادیں
خانہ کعبہ کی اور اسماعیل (علیہ السلام) بھی۔ اے ہمارے پروردگار قبول فرما ہم سے (یہ عمل) بے شک
تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے ٭ اے ہمارے رب اور بنا دے ہم کو فرماں بردار اپنا
اور ہماری اولاد سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کر جو تیری فرمانبردار ہو اور بتا دے ہمیں ہماری
عبادت کے طریقے اور توجہ فرما ہم پر (اپنی رحمت سے) بے شک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ
رحم فرمانے والا ہے ٭ اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہی میں سے تاکہ پڑھ کر
سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک و صاف کر دے
انہیں بے شک تو ہی ہے زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ (۲/ ۱۲۷ تا ۱۲۹)

قواعد جمع ہے قاعدہ کی اس کا ترجمہ پایہ یا بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی! اپنے
متعلقین کو بناء ابراہیمی کی خبر دو ٭ دونوں نبی کام میں مشغول ہیں اور بیت اللہ شریف کی تعمیر کا رہے ہیں اللہ تعالیٰ
سے قبولیت کی دعا کرتے ہیں ٭ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بنیادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اٹھاتے تھے اور
دعا حضرت اسماعیل علیہ السلام کرتے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ دونوں ہی اس کام میں شریک تھے۔ (کذا ابن کثیر)
باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گناہوں سے محفوظ اور پاک ہونے کے
باوجود توبہ کی دعا مانگی انکسار کی راہ سے اور اس وجہ سے کہ ان کی اولاد اس کو سیکھے اور توبہ کرے۔ (جلالین)
البیت سے مراد کعبۃ اللہ ہے ٭ رفع یعنی کسی شے کو زمین سے علیحدہ کرکے زمین سے
بلند و بالا کیا جائے ٭ اس میں اشارہ ہے کہ رفع بیت میں اصل حضرت ابراہیمؑ تھے اور حضرت
اسماعیلؑ ان کی فرع۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر دیتے تھے اور حضرت
ابراہیمؑ اس کی بناء کرتے ٭ رفع اساس جس پر کعبہ کی بنا کی گئی دلالت کر رہا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ
کے وجود مسعود سے پہلے کعبہ کی بنیاد رکھی گئی پھر حضرت ابراہیمؑ نے آ کر اس پر تعمیر فرمائی لیکن اختلاف
یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی بنیاد کس نے رکھی ٭ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر ایک
بیت تیار کروایا جس کا نام بیت المعمور ہے فراخ ہے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ زمین پر اس کے مقابل اس کی

۔ آج دنیا میں بت پرستی کا مقابلہ ابراہیمی نظریہ توحید سے ہی کیا جا سکتا ہے

طور اس جیسا کعبہ تیار کرو۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے کعبہ کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی پھر طوفانِ نوحؑ سے وہ منہدم ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا نشان بتایا ✱ اس بارے میں ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان)

اس جگہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے خلوص اور ان کی دعا کا ذکر فرماتا ہے کہ جس میں حج کے احکام کی طرف اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف مجملاً اشارہ فرماتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وہ حضرت اللہ تعالیٰ کے مطیع و مخلص بندے تھے پھر بھی یہ دعا اس لئے ہے کہ طاعت و اخلاص میں اور زیادہ کمال کی طلب رکھتے ہیں۔ ذوقِ طاعت سیر نہیں ہوتا ✱ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام معصوم ہیں آپ کی طرف سے توبہ تواضع ہے اور اللہ والوں کے لئے تعلیم ہے ✱ کعبہ معظمہ کی تعمیر کی عظیم خدمت بجا لانے اور توبہ و استغفار کرنے کے بعد حضرات ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ نے یہ دعا کی کہ یا رب اپنے محبوب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری نسل میں ظاہر فرما اور یہ شرف ہمیں عنایت کر۔ یہ دعا قبول ہوئی اور ان دونوں صاحبوں کی نسل میں حضورؐ کے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اور اولادِ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں باقی انبیاء حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے ہیں (بحوالہ تفسیر حاشیہ کنز الایمان)

بیت اللہ قبولِ دعا کا مقام ہے ✱ عمل خواہ کتنا ہی نیک ہو اور کیسے ہی اخلاص سے ہو اس کی قبولیت کی دعا کرنی چاہیئے ✱ اپنے عبادات کو پسندیدہ کرنا لازم ہے ✱ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے افضل ہے ✱ بزرگوں کی دعائیں مقبول بارگاہِ الٰہی ہیں ✱ تربیتِ علمی رب کی بڑی نعمت ہے ✱ دعا کے وقت رب کو اس کی صفات سے یاد کرنا سنتِ انبیاء ہے ✱ پہلے اپنے لئے پھر اپنی اولاد کے لئے پھر سب مسلمانوں کے لئے دعا کرنی چاہیئے ✱ بیت اللہ کے پاس دعا مانگنا سنتِ ابراہیمی ہے ✱ عبادات الٰہیہ کے لئے تعلیمِ الٰہی ضروری ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)

اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرائض گنائے جا رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اللہ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنائے۔ دوسرا یہ کہ کتاب و حکمت سکھائے۔ تیسرا یہ کہ اپنے تصرفِ روحانی سے دلوں کے آئینوں کو جلا دے اور روشن کرے تاکہ حقائق و معارف ان میں جلوہ نما ہو سکیں۔ (ضیاء القرآن)

خلاصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد کو اٹھاتے اور دیواریں تعمیر کرتے ہوئے دعا کی تھی کہ اے رب ہمارے اس عمل خیر کو قبولیت سے مشرف فرما کہ حقیقتاً "تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہماری فرمانبرداری میں مزید ترقی عطا فرما۔ اور ہماری اولاد کو امتِ مسلمہ کا اعزاز عطا فرما یعنی الگی اپنا فرمانبردار بنا۔ ہمیں آدابِ عبادت و حج سکھا دے اور عفو و مغفرت و رحمت کے ساتھ توجہ فرما ہم پر تو ہی بڑا توجہ فرمانے والا بڑا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب ان میں ایک رسول الگی میں سے بھیج جو الگی تیری آیات پڑھ کر سنائے کتاب و دانائی کی تعلیم دے اور الگی پاک و صاف کرے یقیناً تو ہی بڑا

[illegible]

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ
فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ
قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ
يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○
اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ
اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ښ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

اور کون روگردانی کر سکتا ہے دینِ ابراہیم (علیہ السلام) سے بجز اس کے جس نے احمق بنا دیا ہو اپنے آپ کو اور بے شک ہم نے چن لیا ابراہیم (علیہ السلام) کو دنیا میں اور بلاشبہ وہ قیامت کے دن نیکوکاروں میں ہوں گے* اور یاد کرو جب فرمایا ان کو ان کے رب نے (اے ابراہیم) گردن جھکا دو۔ عرض کی میں نے اپنی گردن جھکا دی سارے جہانوں کے پروردگار کے سامنے* اور وصیت کی اسی دین کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے اے میرے بچو! بے شک اللہ نے پسند فرمایا ہے تمہارے لئے یہی دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو* بھلا کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب آ پہنچی یعقوب کو موت جب کہ پوچھا انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہ تم کس کی عبادت کرو گے میرے (وفات پا جانے کے) بعد انہوں نے عرض کی کہ ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے بزرگوں ابراہیم و اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے معبود کی جو معبود واحدہ لا شریک ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ (۲/۱۳۰ تا ۱۳۳)

یہاں فرمایا کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والے بے سمجھ بیوقوف اور گمراہ لوگ ہی ملتِ ابراہیمی کو ترک کرتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے چن لیا تھا اور بچپن ہی سے توفیقِ حق دے رکھی تھی خلیل جیسا معزز خطاب انہی کو دیا تھا آخرت میں بھی سعید بخت لوگوں میں وہ ہیں ان کے مسلک و ملت کو چھوڑ کر ضلالت و گمراہی میں پڑنے والے سے زیادہ بیوقوف اور ظالم اور کون ہوگا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

اور یاد کرو جب کہا (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے رب نے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو جاؤ اور خالص اسی کی عبادت کرو۔ تو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کی میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوا (بحوالہ تفسیر جلالین)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خود کمال کو پہنچے تو دوسروں کو بھی اکمل بننے کی وصیت فرمائی۔ یعنی کسی کے سامنے وہ امر پیش کرنا جس میں قولاً و فعلاً بہتری اور بہبود ہو بطریق تشفق و احسان کے خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیوی* بعض کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد نرینہ میں سے آٹھ افراد کو وصیت فرمائی

(۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام (ان کی والدہ حضرت ہاجرہ تھیں) (۲) حضرت اسحٰق علیہ السلام (ان کی والدہ حضرت سارہ تھیں)

ماہی تھیں جو کہ حضرت قنطورا بنت یقطن کنعانیہ سے تھے (ان کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لی بی سارا کے انتقال کے بعد نکاح کیا اور چھ لڑکے پیدا ہوئے) (۳) حضرت مدین (۴) حضرت مدائن (۵) حضرت زمران (۶) حضرت یقشان (۷) حضرت یشبق (۸) حضرت نوخ ۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان)

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے فرزند تھے ۔ حضرت یعقوبؑ کو اسرائیل بھی کہتے ہیں ۔ آپ تمام انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کے جد امجد ہیں ان کے بارہ فرزند تھے (۱) حضرت روبن (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یہودا (۵) اشکار (۶) زبلون (۷) دان (۸) نفتالی (۹) جد (۱۰) (آشر) ونیز (۱۱) حضرت یوسف علیہ السلام اور (۱۲) حضرت بنیامین ۔ اللہ تعالیٰ عرب اور تمام اہل کتاب کو فرماتا ہے کہ اگر تم حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کو مانتے ہو تو انھوں نے بڑی تاکید سے اس ملت (ملت ابراہیمی) پر قائم رہنے کی اپنی اولاد کو وصیت کی تھی ، اب تم ان کی وصیت سے کیوں اعراض کرتے ہو ۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

یہود نے کہا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بہتان کے رد میں یہ آیت (۱۳۳) نازل فرمائی ۔ (خازن) معنی یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام و توحید کا اقرار لیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیت میں مذکور ہے ۔ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی مسلمان اولاد ۔ (بحوالہ حاشیہ کنز الایمان)

فوائد : صحیح مذہب کی پہچان یہ ہے کہ وہ سلف صالحین کے مطابق ہو * انھوں کی اقتدا کریں * کبھی بالواسطہ بھی پیغمبروں کی طاعت ہوتی ہے * حضرت انبیاء کرام ظہور نبوت سے پہلے بھی رب کے پاس سچے مطیع فرمانبردار ہوتے ہیں * بارگاہ الٰہی میں وہ عاقل ہے جو اللہ رسول کا مطیع ہو ان سے پھر جانے والا احمق و بے عقل ہے * دین و ملت کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے نبی کی تعریف کرنی ضروری ہے ۔ رب نے پہلے ملت ابراہیمی کی عظمت بیان کی پھر اس کی دلیل میں جناب خلیل اللہ کی تعریفیں کیں * بیٹے اولاد کو سنبھالیں پھر دوسروں کو * اولاد اور اہل قرابت کو آہستگی سے بار بار سمجھانا چاہئے * اسلام اور ایمان کا فائدہ جب ہی ہے کہ جب اس پر موت ہو * انبیاء کرام کی نگاہ میں اہم چیز دین ہے نہ کہ دنیوی مال ۔ (بحوالہ تفسیر نعیمی)

عقل و ہوش سے عاری احمق ہی دین ابراہیمی سے منہ موڑ سکتا ہے ۔ لہٰذا جو ملت ابراہیمی پر برقرار رہے وہ دولت شعور سے مالا مال اور فطرت سلیم کا حامل ہے کیوں کہ ملت ابراہیمی ہی عین دین فطرت ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز کر کے رسالت و نبوت کے منصب کی عطا کے ساتھ دنیا میں برگزیدہ کیا اور آخرت میں بھی وہ خلیل اللہ اور جلیل القدر نبی و رسول کے شایان شان زمرہ صالحین میں ہوں گے جب رب العالمین کا حکم ہوا کہ فرمانبردار ہو تو حضرت ابراہیمؑ نے سر تسلیم بارگاہ خالق میں پروردگار کے آگے خم کر دیا ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزندوں کو اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ دین توحید و ملت اسلام پر قائم رہنا یہاں تک کہ وقت اخیر آجائے اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ۞ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ
حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۞ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا
وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا
أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۞

یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی انھیں فائدہ دے گا جو (نیک عمل) انھوں نے کمایا اور تمھیں نفع دیں گے جو (نیک اعمال) تم نے کمائے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس سے جو وہ کیا کرتے تھے* اور (یہودی) کہتے ہیں یہودی بن جاؤ (عیسائی کہتے ہیں) عیسائی بن جاؤ (تب) ہدایت پا لوگے آپ فرمایئے بلکہ ہمارا دین تو دین ابراہیم (علیہ السلام) ہے جو باطل سے منہ موڑنے والا حق نسبتہ تھا اور وہ نہیں تھا شرک کرنے والوں میں سے* کہہ دو ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد کی طرف اور جو عطا کیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو اور جو عنایت کیا گیا دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے ان میں کسی پر ایمان لانے میں اور ہم تو اللہ کے فرماں بردار ہیں۔ (۲/۱۳۴ تا ۱۳۶)

یہ امت جو گزر چکی تمھیں ان کی طرف کی نسبت نفع نہ دے گی۔ ہاں اگر عمل ہوں تو اور بات ہے ان کی کرنی ان کے ساتھ ہے اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ ہے تم سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے جس کا عمل دیر لگائے اس کا نسب جلدی نہ کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور یہود نے کہا تم سب یہودی ہو جاؤ اور عیسائیوں نے کہا عیسائی بنو۔" اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ! آپ ان سے کہہ دیجئے" بلکہ ہم تو ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب کے پیرو ہیں جو سب (بےکار) مذہبوں سے پھر کر مذہب اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ مشرک نہیں تھے پورے موحد تھے۔ (بحوالہ تفسیر جلالین)

صحیح اور ٹھیک راستہ ہدایت کا یہ ہے کہ ارشاد اللہ تعالیٰ پر اور بلا تفریق سب انبیاء پر ایمان لاؤ یہی اسلام ہے جس میں بنی اسرائیل اور غیر بنی اسرائیل کی کوئی بھی تفریق نہیں برخلاف ملت یہود و نصاریٰ و دیگر مذاہب کے کہ وہ اور انبیاء کو نہیں مانتے پھر بتاؤ کہ قدیم اور حق مذہب "اسلام" ہے یا کہ تمہارے مذاہب جن پر تم نازاں ہو اور ہدایت کا تم انحصار کرتے ہو اور لوگوں کو ان پر چلنے کا حکم دیتے ہو۔ (تفسیر عثمانی)

(یہود نے عجب فخر کیا کہ) ہم ان حضرات (یعنی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب علیہم السلام) کی اولاد ہیں لہٰذا ہمیں ان کی نسبت سے بہت فائدہ ہوگا۔ اس کا رد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نسب کا کوئی فائدہ نہیں ہو بلکہ اعمال صالحہ اور تقویٰ و طہارت کی ضرورت ہے۔ ☆ آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرمانبرداری کا حکم ہے

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اور اولیاء کے صفت رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہی کی صفت پر ہیں *
اے مومنو! تم اعلان کرو ہم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل ہوا
اور ان صحیفوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئے اور ان احکام پر بھی ہمارا
جو حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق و حضرت یعقوب علیہم السلام پر نازل ہوئے اور جو ان کی اولاد پر نازل
ہوا اس پر بھی ہمارا ایمان ہے اور ہمارا ان کتابوں پر بھی ایمان ہے جو حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر
نازل ہوئیں یعنی توریت و انجیل۔ اور ہمارا باقی نبیوں پر نازل شدہ کتب پر ایمان ہے خواہ ان کا ذکر
قرآن میں ہے یا نہیں۔ اللہ رب العزت کی طرف سے۔ ہم کسی ایک نبی علیہ السلام میں فرق نہیں کرتے سب پر ہمارا
ایمان ہے۔ اور ہم سب اسی اللہ تعالیٰ کے آگے گردن جھکانے والے ہیں۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان)

یہود نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انجیل و قرآن کے ساتھ کفر کر کے مسلمانوں سے کہا تھا
کہ یہودی بن جاؤ اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بتا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا تھا اس پر
آیت نازل ہوئی۔ اس میں یہود و نصاریٰ وغیرہ پر تعریض ہے کہ تم مشرک ہو اس لئے ملت ابراہیمی
پر ہونے کا دعویٰ جو تم کرتے ہو وہ باطل ہے اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب فرمایا جاتا ہے کہ وہ ان یہود و نصاریٰ سے
یہ کہہ دیں قُولُوْٓا اٰمَنَّا الآیۃ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

فوائد۔ آخر میں اپنا کسب کام آئے گا نہ کہ نسب * باپ دادا کے کفر سے اولاد کو عذاب نہ ہوگا * ہر شخص اپنے دین
کو اچھا کہتا ہے مگر ایمان کی بات پہچانیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بزرگوں کے مطابق ہو * اختلاف
مٹانے کے لئے مسلمہ بزرگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے * دین کی عظمت دکھانے کے لئے بانیان دین کی تعریف کرنا
ضروری ہے۔ عقیدہ ابراہیمی کی عزت کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناقب بتا کر کیا گیا۔ (ظاہر ہے تعریف و توصیف
ذکر صفت و عظمت اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود عظمت اسلام دکھانا ہے * ایمان
باللہ سارے پیغمبروں اور کتابوں کے ماننے کی اصل ہے یہاں ایمان باللہ کو ساری کتابوں کے ماننے سے پہلے بیان
کیا گیا ہے (تفسیر کبیر) * جیسے سو کے عدد میں ساری اکائیاں اور دہائیاں داخل ہیں ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی پہچان میں سارے انبیاء کی پہچان اور قرآن کے عرفان میں ساری کتابوں کا عرفان شامل ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)

خلاصہ: ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا۔ دوسرے کے اعمال سے متعلق دوسرے سے نہیں پوچھا جائے گا۔
حشر جو کیا گیا اس کا سوال ہوگا۔ ہر ایک اپنے عمل کا ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے اپنے
اپنے ادیان میں شمولیت کے لئے اصرار کرتے تو حکم ہوا کہ واضح فرما دیں (اے محبوب!) کہ میرا دین تو دین ابراہیم علیہ السلام
ہے جو یکسو تھے باطل سے منہ موڑنے والے اور شرک سے بری تھے۔ ایمان باللہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ
صحائف و احکام اور تمام تعلیمات جو انبیاء علیہم السلام پر اتریں ایمان لانے کی حقیقت کے اظہار کا حکم۔ تفریق بین الرسل
سے براءت یعنی تمام نبیوں پر یکساں ایمان۔ ونیز اپنے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہونے کا اقرار کی ہدایت۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ
فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ
مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ۝ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۝

تو اگر یہ بھی ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو (معلوم ہو گیا کہ) وہی مخالفت پر کمر بستہ ہیں تو کافی ہو جائے گا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے * (ہم پر) اللہ کا رنگ (چڑھا ہے) اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ کے رنگ سے ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں * آپ فرمائیے کیا تم جھگڑتے ہو ہمارے ساتھ اللہ کے بارے میں حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک۔ اور ہمیں ہمارے اعمال اور تمہیں تمہارے اعمال فائدہ پہنچائیں گے ہم تو اسی کی اخلاص سے عبادت کرتے ہیں۔ (۲/ ۱۳۷ تا ۱۳۹)

اے ایمان دار صحابیو! اگر یہ کفار بھی تم جیسا ایمان لائیں یعنی تمام کتابوں اور رسولوں کو مانیں تو حق و رشد و ہدایت و نجات پائیں گے اور اگر باوجود قیام حجت کے پھر بھی باز رہیں تو یقیناً خلافِ حق پر ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں ان پر غالب کرے گا تمہاری ان کی کفایت کرے گا وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اگر یہود و نصاریٰ بھی اسی پر ایمان لاویں جس پر تم ایمان لائے تو وہ راہ پر آئے اور اگر ایمان سے منہ پھیریں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو تم سے مخالفت اور بغض ہے سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تمہاری طرف سے ان کے خلاف کا بدلہ لے گا اور وہ ان کی باتیں سنتا ہے ان کے حالات جانتا ہے (اللہ نے ان کو بدلہ دیا کہ قریظہ مارے گئے اور بنی نضیر جلا وطن کئے گئے اور ان پر جزیہ مقرر ہوا) (تفسیر جلالین)

عیسائیوں میں قدیم دستور ہے کہ جب کسی کو اپنے مذہب میں داخل کرتے ہیں یا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو حوض میں غوطہ دیتے ہیں یعنی عیسائی مذہب کو پختہ کرتے اس پانی میں کچھ زردی وغیرہ رنگ کا بھی استعمال کرتے ہیں اور پھر غوطے کے صرف رنگین کرنے پر بس کرتے تھے اس کو اصطباغ یعنی بپتسمہ کہتے ہیں۔ اس ظاہری رنگ پر ان کو بڑا اعتقاد تھا اور اس کو نجات کی کنجی سمجھتے تھے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس ظاہری رنگ سے کیا دل رنگین ہو سکتا ہے؟ کوئی کسی حوض میں ہزار غوطے کھائے اور سر سے پاؤں تک رنگ میں رنگا جائے مگر کیا فائدہ؟
رنگ تو خدائی رنگ ہے یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو انسان کی روح اور دل کو رنگین کر دیتا ہے و اللہ تعالیٰ کے اس رنگ باطنی سے کونسا رنگ اچھا ہو سکتا ہے۔ انسان اس رنگ میں رنگین ہو کر ہمیشہ اس کی عبادت میں مستغرق رہتا ہے (تفسیر حقانی)

اگر یہود و نصاریٰ ایمان لائیں مثل اس دین کے جس کے ساتھ تم ایمان لائے ہو [illegible] (مثل زائد ہے) بے شک راہ حق کی طرف ہدایت یافتہ ہو اور حقیقت کو پہنچ جائیں گے * اگر جس طور کہ بیان ہوا ہے اس سے روگردانی ہو

باہم ملکر کہ ان میں کسی قسم کا خلل پیدا کریں کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض سے کفر کریں جیسا کہ ان کا طریقہ ہے *
جبکہ وہ تمام انبیاء کی نبوت کا اعتراف نہ کریں تم ان سے ملنے کا نام تک نہ لو * اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور اہل اسلام کو خوش فرمایا کہ ان کو نصرت اور غلبہ کا وعدہ دیا اور تائید و اعزاز
کا ارشاد فرمایا * اللہ تمہاری سنتا ہے اور تمہاری نیتوں کو جانتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا دین غالب ہو تو وہ
تمہاری توجہ قبول کرکے تمہیں اپنے مقصد تک پہنچاتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان)

نصاریٰ کے پاس دستور تھا کہ جس کو اپنے دین میں داخل کرتے ایک زرد رنگ نہاتے اور اس کے کپڑے بھی رنگ
دیتے اور اس پر زوال کہتے یہ ان کے مقابل فرمایا۔ (تفسیر موضح القرآن)

قل اتحاجوننا ۔ الخ یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہیں ہمارا قبلہ پرانا ہے ہمارا دین قدیم ہے
انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں اگر سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ہم ہی میں سے ہی ہوتے اس پر یہ آیۂ کریمہ
نازل ہوئی * اسے اختیار ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے نبی بنائے عرب میں سے ہو یا دوسروں میں سے * کسی
دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتے اور عبادت و طاعت خالص اسی کے لئے کرتے ہیں تو ہم مستحق اکرام ہیں (تفسیر حاشیہ کنز الایمان)

حاکم نے مستدرک میں روایت کی کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ اے عثمان تم سورت بقرہ پڑھتے
ہوئے شہید ہوگے اور تمہارا خون اسی آیت پر پڑے گا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ محدثین و مورخین فرماتے ہیں
کہ جب مصری اشرار قتل کے ارادہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھسے تو وہ قرآن مجید کھولے ہوئے یہی رکوع
پڑھ رہے تھے ایک شقی نے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری جس سے خون نکل کر اسی لفظ پر گرا آپ قرآن پاک
کو صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم سب سے پہلے اسی ہاتھ نے قرآن لکھا ہے۔ بہت عرصہ کے
بعد لوگوں نے اس قرآن پاک کی زیارت کی اور اس پر خون کا اثر دیکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان مصریوں
میں سے سب برے حال مرے (خزائن) بلکہ خون عثمانی میں کیا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا
اور قیامت تک کے لئے ان میں کشت و خون جاری ہو گیا۔ (تفسیر نعیمی)

خلاصہ: اصل ارشاد تو اہل ایمان سے ہے۔ یہاں پر توں سے مراد منکر و کافر اہل کتاب ہیں۔ اگر وہ
اہل ایمان کی طرح ایمان لاتے تو ان کی کچھی باتوں کے سبب کوئی رکاوٹ نہ ہوتی ان کا شمار ہدایت یافتگان میں
ہوتا۔ اس قدر صریح ہدایت پہنچ جانے کے باوجود اگر وہ روگردانی کریں تو واضح ہو گیا کہ وہ مخالفت پر ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تسکین دی کہ ان مخالفتوں کے سبب آپ فکر و تردد نہ کریں اللہ آپ کا نگہبان ہے
جو ہر ایک سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ کا رنگ یعنی دین حق کی رنگت اہل ایمان میں جذب و پیوست ہے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اس رنگ سے بہتر کوئی رنگ نہیں۔ یہود و نصاریٰ کی رسم رنگ (تشبیہ) کیا ہے اصل رنگ تو کلمہ کا رنگ ہے۔
اللہ سب کا مالک ہے ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہے اہل ایمان اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کی اطاعت کرتے ہیں

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اولاد (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے۔ آپ کہیے تم واقف تر ہو یا اللہ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس اللہ کے ہاں سے پہنچ چکی ہے اور اللہ بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو ⁕ یہ ایک جماعت ہے جو گزر چکی ان کا کیا ہوا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا ہوا تمہارے آگے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی۔ (۲/۱۴۰ اور ۱۴۱)

حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام وغیرہ یہودیت اور نصرانیت سے الگ تھے لیکن یہود نے مانا اور قرآن میں نہیں بلکہ اس بات کو بھی چھپا دیا۔ پھر فرمایا تمہارے اعمال اللہ پر پوشیدہ نہیں اس کا محیط علم سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے وہ ہر بھلائی اور برائی کا پورا پورا بدلہ دے گا (ابن کثیر)

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ (حضرات) ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے ہر ایک اپنی طرف نسبت کرتا ہے یہودی کہتے ہیں کہ ہم جیسے تھے نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم جیسے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دیجیے تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور اس نے اپنے کلام پاک میں (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی حنیفیت اور سوائے دین اسلام کے سب دینوں سے بیزاری بیان فرما دی ہے کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے نہ نصرانی اور حضرات اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) ملت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع ہیں سو وہ بھی یہودیت اور نصرانیت سے بیزار ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیزاری ان سب کی بیزاری ہے اور اس سے زیادہ نا انصاف کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی گواہی کو چھپا دے جس کی اس کو خبر ہے اور وہ گواہی اور اقرار حق تعالیٰ کا اس کے پاس موجود ہے۔ یہ اشارہ یہود کی طرف ہے کہ اس تورات میں اللہ تعالیٰ کی گواہی اس امر کی موجود ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملت اسلام اور دین مستقیم کے پیرو ہیں یہودی و نصرانی نہ تھے پھر باوجود اس شہادت کے جاننے کے اس کو چھپاتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اتباع پر تہمت یہودیت یا نصرانیت کی لگاتے ہیں سو ان سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جو جانتے بوجھتے ایسا کرتے ہیں اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے۔ (جلالین)

انبیاء علیہم السلام کی جماعت گزر چکی ⁕ ان کے ساتھ وہ اعمال صالح ہیں جو انہوں نے کئے اور تمہارے ساتھ وہ اعمال جو تم کر رہے ہو کوئی کسی کے عمل سے نہ پوچھا جاتا ہے نہ ہر ایک اپنے عمل سے سوال کیا جاتا تھا پھر آگے فرمایا یہی (ارواح البیان)

حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب و اسباط علیہم السلام نہ زمانہ میں یہودی یا عیسائی تھے تو یہ لوگ مدتوں سے صدہا برس بعد کی بات وہ جانتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جانتا ہے حالانکہ وہ یہ خوب جانتا ہے بلکہ ہر وقت خود کہتے ہیں وقت ہی کوئی ان بزرگوں سے صدہا بلکہ ہزارہا سال بعد یہ مذہب قرار پائے * ان بزرگوں کا نام علیحدہ لیتے ہیں وہ دوسرے لوگ تھے تم اپنے اعمال جانو ان کے لئے ان کے اعمال۔ (تفسیر حقانی)

یہ یہود کا حال ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی شہادتیں چھپائیں جو توراۃ میں مذکور تھیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں اور ان کے یہ نعت و صفات ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمان ہیں۔ دین مقبول اسلام ہے نہ کہ یہودیت و نصرانیت۔ (تفسیر حضرت صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

کتمان حق یعنی سچائی کو دیدہ و دانستہ ظاہر نہ کرنا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے (ترجمان)

انبیاء کرام علیہم السلام سے مخالفین کے اتہامات الگ الگ ہیں * گواہی چھپانا ظلم ہے اور جو لوگ بڑا ظلم کرو وہ بہ لازم ہے کہ ضرورت کے وقت گواہی دے * گواہی دینے والے کے مختلف ثواب ہیں اور چھپانے والے کے مختلف عذاب جیسی گواہی ویسا ہی اس پر ثواب و عذاب * یا زمانہ مصطفیٰ علیہ السلام یا زمانہ خدا تعالیٰ سے گواہی کا مجرم رب کا مجرم ہے جب کہ من اللہ کی تفسیر دوم سے معلوم ہو یعنی حضور سے گواہی چھپانا گویا اللہ سے چھپانا ہے * انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء کے فضائل چھپانا اور آپ کی نعت کی آیتیں ظاہر نہ کرنا ہمیشہ ان میں نقص ثابت کرنے کی کوشش کرنا طریقہ یہود ہے * اپنے بزرگوں کے عمل اولاد کو کام نہیں آتے مگر یہ اس صورت میں ہے کہ اولاد کو عمل کرنے کا وقت ملے اور نہ کرے جو بچپن ہی میں مرجائیں یقیناً اپنے ماں باپ کے تابع ہو کر ان سے درجات پائیں گے متقی مسلمانوں کے فوت شدہ بچے جنت میں اعلیٰ مقام پائیں گے اور فاسق مسلمانوں کے چھوٹے بچے وہ مراتب حاصل نہ کر سکیں گے۔ (بحوالہ تفسیر نعیمی)

خلاصہ: اہل کتاب خصوصاً یہودیوں سے یہ جس میں زجر و توبیخ یعنی ملامت و سرزنش مقصود ہے۔
کیا تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ان پیغمبروں بزرگوں اور تمہارے مورثوں کے عقائد بجائے اسلام کے یہودیت و نصرانیت کے تھے۔
ان انبیاء علیہم السلام (جن کے اسماء مبارکہ مذکور ہوئے ہیں) کے لئے ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جب کہ وہ توریت اور انجیل کے نزول سے پہلے تو رخصت ہو چکے ہیں جب وہ تم سے پہلے تو رخصت ہو چکے ہیں تو پھر وہ کیسے یہود و نصاریٰ تھے اور تم کیسے ان کے مقتدی ہو * کیا تم ان کے دین کو زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے * اس سے کون زیادہ ظالم ہے جو حق کو چھپاتا ہے * اللہ سے گواہی چھپانے والا سب سے بڑا ظالم ہے * حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو مسلمان تھی اس کی خبر اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی توراۃ میں دے دی تھی جسے یہود چھپا رہے تھے اور حقیقت کے خلاف ظاہر کرتے تھے جو اللہ کی تکذیب کی جرأت کرتے ہیں وہ ہی زیادہ ظالم ہے * حق کو عمداً چھپانے والے کے لئے سخت عذاب ہے * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک، جھوٹی گواہی اور شہادت کے چھپانے کو کبیرہ گناہوں میں سے بڑا فرمایا ہے۔ ہر ایک اپنے عمل کا ذمہ دار ہے کسی سے دوسرے کے عمل کا متعلق سوال نہ ہوگا۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے وقوف لوگ (ضرور) کہیں گے کہ کس چیز نے ان (مسلمانوں) کو ان کے (اس) قبلہ سے جس پر وہ اب تک تھے ہٹا دیا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کی ملک ہیں وہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تمہیں بنا دیا ایک امت عادل تاکہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ رہیں تم پر اور جس قبلہ پر آپ (اب تک) تھے اسے تو ہم نے اسی لئے رکھا تھا کہ ہم پہچان لیں رسول کا اتباع کرنے والوں کو اپنے پاؤں واپس چلے جانے والوں سے اور یہ (حکم) بہت گراں ہے مگر ان لوگوں کو نہیں جنہیں اللہ نے راہ دکھا دی ہے اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ ضائع ہو جانے دے تمہارے ایمان کو بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا شفیق (اور) بڑا مہربان ہے۔ (۲/۱۴۲ اور ۱۴۳)

کہا جاتا ہے کہ بے وقوف لوگوں سے عرب کے مشرکین مراد ہیں۔ لیکن قول یہ ہے کہ علماء یہود مراد ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ منافقین مراد ہیں ★ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم ہوا تھا۔ اس سے یہودی بہت خوش تھے۔ آپ قبلہ ابراہیمی کو پسند کرتے تھے چنانچہ جب تبدیلی قبلہ کا حکم ہوا تو یہودیوں نے حسد کی وجہ سے اعتراضات کئے ★ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض بے وقوفوں نے اس تبدیلی قبلہ پر اعتراض کیا ★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دو رکنوں کے درمیان صخرہ بیت المقدس کو سامنے رکھ کر نماز پڑھتے تھے جب آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو ان دونوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی طرف نماز میں منہ کرنے کا حکم دیا ★ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی آپ کی یہ خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ خانہ کعبہ ہو ★ آپ اللہ تعالیٰ سے تبدیلی قبلہ کے واسطے دعا کرتے رہتے تھے۔ بالآخر دعا قبول ہو گئی اور حکم ملنے پر آپ نے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے پہلی نماز عصر کی پڑھی۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ نماز ظہر تھی ★ بعض مفسرین کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قبلہ بدلنے کی آیت نازل ہوئی اس وقت آپ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے دو رکعت ادا کر چکے تھے پھر باقی دو رکعتیں آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف پڑھیں اسی وجہ سے اس مسجد کا نام ہی مسجد القبلتین یعنی دو قبلے والی مسجد ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

مفسرین جاہل آدمی یعنی یہود و مشرکین کہیں گے کس چیز نے رسول کو اور مومنین کو اس قبلہ سے پھیر دیا جس کی طرف وہ نماز
پڑھتے تھے (وہ بیت المقدس ہے اور معنی پھرنا رخ پھیرنے کا استعمال ہے اس واسطے ادا کیا کہ حق تعالیٰ نے یہ خبر
غیب کی دی سوالیہ پر واقع ہوا) کہہ دو تمام جانبیں اللہ ہی کی ہیں جس طرف چاہے نماز میں منہ پھیرنے کا حکم فرما دے
دین میں کچھ اعتراض نہیں جس کو چاہے دین اسلام کی ہدایت فرما دے جیسا مسلمانوں کو اسی طرح تم کو اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
ہدایت کے ساتھ بہتر اور افضل گروہ بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو کر ان کے پیغمبروں نے ان کو احکام الٰہی پہنچا دیے اور نبی کریم تم پر
احکام پہنچانے پر گواہ ہوں اور اب ہم نے تم کو خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم اس واسطے کیا کہ ہم ظاہر جان لیں کہ رسول کا
پیرو کون ہے اور دین اسلام ہی پر ثابت رہتا کون کافر ہو جاتا ہے (تفسیر جلالین)

قبلہ بروزن فعلہ، سامنے کی جہت کو کہتے ہیں اور اس حالت کو جو کسی چیز کے سامنے ہونے سے پیدا ہوتی ہے مقابلہ
سے مشتق ہے۔ قبلہ کو قبلہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نمازی کے سامنے ہوتا ہے (تفسیر کبیر جزو دوم) اگرچہ خاص مدت تک
بیت المقدس پھر بعد ہی کعبۃ اللہ کا جہت نماز قرار پایا اور ہمیشہ کعبہ کا قبلہ بن جانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وصف جامعیت اور دوام التعلیقین ہونے کا نشان ہے۔ و نیز اس میں مخلصین و غیر مخلصین کا امتحان بھی ہے
رسم پرست بہت سے رسوم و عادات میں پھنسے ہیں مخلصین فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں جدھر بھی ان کا منہ موڑ دیا
مڑ جاتے ہیں اور اسی کا نام اتباع حقیقی ہے اور جہت صادق کا خاص نشان ہے وجہ اللہ کا ہر سمت جلوہ ہے۔ (حوالہ تفسیر حقانی)

نماز کا قبلہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے کعبہ مقرر ہے اور چند روز بیت المقدس ہوا اب اس آزمانے کو اور اک
حی و بوقت مقام پر قائم رہے ان کو بڑا درجہ ہے (موضح القرآن)

اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جسے چاہے قبلہ بنا لے کسی کو کیا چاہیے اعتراض جس سے کام فرمائے وہ وہی ہے * مسئلہ:
دنیا میں تو مسلمان کی شہادت مومن کافر سب کے حق میں شرعاً معتبر ہے اور کافر کی شہادت مسلمان پر معتبر نہیں * مسئلہ:
اس امت کا اجماع حجت لازم القبول ہے * مسئلہ: اموات کے حق میں بھی اس امت کی شہادت معتبر ہے (کنز الایمان)

برائے وقت میں ہو تو وہی ادب پر اعتراض کرے * گواہی بنیاد اور واقعہ کی تحقیقات کرنا علم غیب تک
محدود نہیں * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربانی نور نبوت سے ہر شخص کی ایمانی حالت اس کا دینی درجہ اور اس کی
[illegible] نیک و بد اعمال اور اخلاص و نفاق اور تمام صفات جانتے ہیں اسی لئے آپ کی گواہی دنیا اور آخرت
میں معتبر (حوالہ تفسیر عزیزی و خزائن و روح البیان وغیرہ) * مسلمانوں کا اجماع شرعی دلیل ہے * حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کے سردار اور تمام نبیوں سے افضل و اشرف ہیں * گواہی عملی بھی ہوتی ہے قولی بھی (حوالہ تفسیر الحسنات)

خلاصہ: مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد سولہ سترہ مہینوں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف
رخ کر کے نماز ادا فرماتے رہے اور چونکہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کی آپ کی آرزو اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دی تو حضور انور اور مسلمان کعبہ کی
طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اور قبلہ بدل گیا کعبہ ہی اہل ایمان کا قبلہ رہے گا * معترضین کے اعتراضات کا رد فرمایا گیا * تمام جہتیں
اللہ تعالیٰ کی ہیں * امت محمدیہ کو معتدل بنایا گیا [illegible] * اللہ کا حکم ماننے والوں اور نافرمانوں کی پہچان نماز قبلہ
تحویل قبلہ کا واقعہ * اس سے قبل والوں کی عبادتیں ضائع نہیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان رحیم ہے

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝
وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ
بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بے شک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا سو ضرور آپ کو متوجہ کر دیں گے اس قبلہ کی طرف
جسے آپ چاہتے ہیں اچھا اب کر لیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرے
کر لیا کرو اسی کی طرف اور جن لوگوں کو کتاب مل چکی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ وہ (حکم) واقعی ہے
ان کے پروردگار کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں ان کی کارروائیوں سے * اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس
ساری نشانیاں لے کر آؤ تو وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو
اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں اور (اے سننے والے کسے باشد)
اگر تو ان کی خواہشوں پر چلے بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا (۲/۱۴۴،۱۴۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ قرآن میں پہلا نسخ قبلہ کا حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہاں کے اکثر باشندے یہود تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس
کی طرف نمازیں پڑھنے کا حکم کیا یہود اس سے بہت خوش ہوئے آپ کئی ماہ تک اسی طرف رخ کر کے نماز
پڑھتے رہے۔ لیکن خود آپ کی خواہش قبلہ ابراہیمی کی تھی آپ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے
اور نگاہیں آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے بالآخر آیت قد نری الخ نازل ہوئی اس پر یہود کہنے لگے
کہ اس قبلہ سے یہ کیوں ہٹ گئے جس کے جواب میں کہا گیا کہ مشرق اور مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور
فرمایا جدھر تمہارا منہ ہو ادھر ہی اللہ ہے اور فرمایا کہ اگلا قبلہ امتحاناً تھا (ابن کثیر)

البتہ ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ وحی کے شوق میں اپنا منہ بار بار آسمان کی طرف کرتے ہو کہ کعبہ کی طرف
توجہ کا حکم ہو جائے (اور حضورؐ کو یہ اسی وجہ سے مرغوب تھا کہ کعبہ حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ تھا اور اس میں اہل عرب کے
اسلام کی زیادہ امید تھی) سو ہم آپ کو اسی جانب منہ کرنے کا حکم دیں گے جو آپ کو پسند ہے سو پھیر لو
منہ اپنا نماز میں کعبہ کی طرف اور جہاں کہیں ہو تم اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا منہ اسی طرف پھیرو
اور بے شک اہل کتاب جانتے ہیں کہ کعبہ کی طرف پھرنا ٹھیک اور حکم الٰہی ہے کیونکہ ان کی کتاب میں نبی کریم کا
کعبہ کی طرف پھرنا مذکور ہے اور اللہ غافل نہیں اس سے جو تم کرتے ہو۔ (جلالین)

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کے حق پر آنے کی بہت آرزو تھی کہ کسی طرح وہ اوس ہدایت
سے فیضیاب ہو جائیں اس لئے خواہش آیات و معجزات کی ہے ورنہ یہ آپ بالخصوص تحویل قبلہ کے بارے میں مخالفین کا
واویلا، ان کی شقاوت ازلی کی وجہ سے حد سے بڑھا ہوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں
کہ اگر آپ ان اہل کتاب کو سینکڑوں معجزات و آیات بھی دکھا دیں تب بھی یہ آپ کے قبلہ کو نہ مانیں گے
اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی باہم ضد و عناد یہاں تک ہے کہ ایک دوسرے کے قبلہ کو بھی تسلیم نہیں کرتے (تفسیر حقانی)
جب تک بیت المقدس کی طرف نماز رہی تو حضرت کا دل چاہتا تھا کعبے کو۔ نماز میں تو آسمان کی طرف تکتے
کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبہ کی طرف کا پھر یہ آیت اتری کہ تب سے کعبہ مقرر ہوا۔ (موضح القرآن)
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور اس امید میں آسمان کی طرف نظر
فرماتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی آپ نماز ہی میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرف
رخ کیا۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ
بنایا گیا * نشانی اس کو نافع ہو سکتی ہے جو کسی شبہ کی وجہ سے منکر ہو یہ تو حسد و عناد سے انکار کرتے ہیں انہیں اس
سے کیا فائدہ ہوگا۔ • یہ قبلہ منسوخ نہ ہوگا تو اب اہل کتاب کو یہ طمع نہ رکھنا چاہئے کہ آپ ان میں سے کسی کے قبلہ کی
طرف رخ کریں گے • ہر ایک کا قبلہ جدا ہے یہود تو صخرہ بیت المقدس کو اپنا قبلہ قرار دیتے ہیں اور نصاریٰ بیت المقدس
کے اس مکان شرقی کو جہاں نفخ روح حضرت مسیح واقع ہوا (فتح) بحوالہ (تفسیر برحاشیہ کنز الایمان)
فوائد: کعبہ معظمہ کا تا قیامت قبلہ ہونا حضور علیہ السلام کی خوشنودی کے لئے ہو • کعبہ معظمہ کا حضور علیہ السلام کی عزت کا
اظہار ہے کہ یہ اسی واقعہ کی یادگار ہے • حضور علیہ السلام کعبہ معظمہ سے افضل ہیں • قرآن شریف سے حدیث کا نسخ ہو سکتا
ہے۔ بیت المقدس کو رخ کرنے کا کوئی آیت نہیں وہ حضور علیہ السلام کے عمل سے ثابت تھا جسے قرآن شریف کی اس آیت نے منسوخ کیا •
اہل کتاب باہم بہت مختلف ہیں • ضد و حسد کفر تک پہنچا دیتے ہیں • معرفت ایمان و ہدایت خاص عطیہ ربانی ہے (بحوالہ تفسیر نعیمی)
حق کو نہ ماننے والے اتباع حق سے بے تعلق تھا وہ کوشش کر رہے ہیں ان کے ساتھ متبع حق کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا (ترجمان)
خلاصہ: کعبہ معظمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا اہل عرب کی کعبہ سے محبت و وابستگی حقیقی تھی۔ کعبہ کا قبلہ بن جانا
اہل عرب کو مائل اسلام کرنے کا ایک اہم وسیلہ تھا جبکہ وہ بیت المقدس سے عاری تھے اس لئے وہ تعلق و محبت سے پوشیدہ نہ رکھتے اسی وجہ
سے حضور علیہ السلام کی دلی آرزو تھی کہ کعبہ معظمہ قبلہ قرار پائے۔ بنا بریں نگاہ امید و محبت سے در رحمت کو بار بار دیکھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنے حبیب کی اس خواہش اور تمنا کے موافق تحویل قبلہ کا حکم فرما دیا یعنی بجائے بیت المقدس کے کعبہ کو قبلہ قرار دے دیا۔
اس تحویل قبلہ سے تو یہ امر بھی واضح کر دینا مقصود تھا کہ اب سیادت و قیادت کی مرکزیت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں منتقل ہو گئی
حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کو یہود وغیرہ کے اعتراض سے رنجیدہ خاطر نہ ہونے کی تسلی دی اور اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ
ان کے تورات صحیفہ میں بھی تحویل قبلہ کا ذکر ہے اور وہ اس حق کو جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اب یہ جتنے
اعتراضات ہیں وہ سب محض ضد اور تعصب و حسد اور ہٹ دھرمی کا باعث ہیں کسی دلیل سے وہ مانیں گے اور نہ انہیں ہدایت ہوگی۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا
مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ
مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ وَلِکُلٍّ وِّجْھَةٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ
اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝
وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ
مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے
وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بے شک ایک گروہ ان میں سے چھپاتا
ہے حق کو جان بوجھ کر۔ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو ہرگز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے *
اور ہر قوم کے لئے ایک سمت (مقرر) ہے وہ اسی کی طرف منہ کرتی ہے پس آگے بڑھ جاؤ
دوسروں سے نیکیوں میں تم کہیں ہو لے آئے گا اللہ تعالیٰ تم سب کو یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے *
اور جہاں سے بھی آپ (باہر) نکلیں تو موڑ لیا کریں (نماز کے وقت) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف
اور بے شک یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں اس سے جو تم کرتے ہو۔ (۲/۱۴۶ تا ۱۴۹)

علمائے اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں کی حقانیت کو اسی طرح جانتے ہیں جس طرح باپ
اپنے بیٹوں کو پہچانے۔ یہ ایک مثال ہے جو کامل یقین کے وقت عرب بولا کرتے تھے * قرطبی کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت
عمر فاروقؓ نے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ سے جو یہودیوں کے زبردست عالم تھے پوچھا کیا تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایسے ہی جانتے ہو جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ * باوجود اس علم
حق کے بعض یہ لوگ اسے چھپاتے ہیں * اس کے بعد ثابت قدمی کا حکم کہ خبردار تم ہرگز حق کے حق ہونے میں شک نہ کرنا۔ (بحوالہ ابن کثیر)
ایک جماعت اہل کتاب سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کو چھپاتے ہیں اور وہ قبلہ کے دین کے حق ہونے کو جانتے
ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے سو تم شک کرنے والوں کی جماعت میں سے نہ ہو (جلالین)
جب امر حق دلائل قطعیہ سے ثابت ہو جائے تو پھر اس کے اختیار کرنے میں کسی کی مخالفت و موافقت کا کچھ بھی
پاس نہ کرنا چاہیے * جو نیک باتیں کہ مقصود بالذات ہیں جیسا کہ نماز، روزہ، ذکر اور خلق خدا کے ساتھ نیکی
کرنا اور فروشی نفسانی سے بری رہنا وغیرہ ان میں سبقت کرو * اور استقبال کعبہ نماز میں متبع ملت
ابراہیمیہ کا غیر متبع سے ممتاز ہونے کی علامت ہے اور یہ اختلاف جہات اور جماعتیں تب تک اسی عالم
میں ہے ورنہ آخرت میں تو اللہ تعالیٰ سب کو ایک ہی جہت اور ایک ہی روش پر جمع کر کے کہیں سے لے آئے گا۔ (بحوالہ تفسیر عثمانی)
یعنی یہ ضد کرنی کہ ہمارا قبلہ بہتر (ہے) یا تمہارا لغو ہے بہتر یہی ہے کہ (یہ) جو نیکیوں میں زیادہ (ہو)
ہر امت کو الگ الگ قبلے کا حکم دیا تھا۔ آخر سب کو ایک مقام جمع ہونا ہے * اور مسجد الحرام کعبے ہی کو مکہ کی

مسجد حرام کی مثل جس حد تک اس مکان میں کی گئی بات منع ہے۔ آدمی کو مارنا اور جانور کو
شکار کرنا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پڑا مال اٹھانا۔ (موضح القرآن از حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ)

احبار یہود میں سے عبداللہ بن سلام مشرف باسلام ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا کہ آیۃ یعرفونہ میں جو
معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے انہوں نے فرمایا کہ اے عمرؓ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا
اور میرا حضورؐ کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم و اکمل ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ کیسے انہوں نے کہا کہ میں گواہی
دیتا ہوں کہ حضور اللہ کی طرف سے اس کے بھیجے رسول ہیں ان کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب تورات میں بیان فرمائے ہیں
بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کس طرح ہو عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہو سکتا ہے حضرت عمرؓ نے ان کا سر چوم لیا*
یعنی تورات و انجیل میں جو حضورؐ کی نعت و صفت ہے علماء اہل کتاب کا ایک گروہ اس کو حسداً و عناداً دیدہ و دانستہ
چھپا جاتا ہے۔ مسئلہ: حق کا چھپانا معصیت و گناہ ہے* خواہ کسی شہر سے سفر کے لئے نکلو نماز میں اپنا منہ مسجد حرام کعبہ کی طرف کرو (کنز الایمان ...)

فوائد: علم و معرفت میں بہت فرق ہے۔ اوصاف جاننے کو علم اور ذات پہچاننے کو معرفت کہتے ہیں۔ اختیاراً
جاننا جس کے ساتھ اقرار و یقین ہو علم کہلاتا ہے اور بلا اختیار جاننا جس کے ساتھ اقرار و یقین نہ ہو معرفت ہے (عزیزی)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ظاہر و باہر ہے کہ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی اسلام کی صداقت اور بانی اسلام کی
بادشاہت ہے۔ وہ دلوں کے بادشاہ ہیں* وحی کے بعد کسی تائید کی ضرورت نہیں مگر کشف و الہام دل کی تسخیر تائید وحی
قابل قبول نہیں (عزیزی) یعنی اولیاء اللہ کا وہی کشف و الہام معتبر ہے جو مطابق شرع ہو اور پیغمبر کی وحی کو کشف
وغیرہ بھی حال قبول* حضورؐ کے اوصاف چھپانا یا کمی ان کا ذکر نہ کرنا بدترین گناہ ہے جس میں علماء یہود گرفتار رہے*
ہر ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنا بہت بہتر ہے* جیسے ہر ملک کی سمت قبلہ علیحدہ تو کعبہ سب کا ایک
نہ اس سبب کی نماز مقبول اور نہ بسبب اللہ کے مقبول* انسان کو چاہیے کہ ہر کام میں رضائے الٰہی کی تلاش کرے* دنیوی حرص
بری چیز ہے مگر دینی حرص نہایت اعلیٰ عبادت ہے* انبیاء کی خواہشات رب کی رضا سے ہیں (ماخوذ از اشرف التفاسیر)

کسی بات کا حق ہونا ہی اس کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے* اصلی چیز جو سمجھنے اور کرنے کی ہے وہ
"ضرورت" ہے یعنی نیک عملی۔ نہ چاہیے کہ اس میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرو اور اسی کو دین داری
اور خدا پرستی کا اصلی کام سمجھو* تقرر قبلہ کا حکم عام اور اس کے مصالح و حکم۔ (ترجمان)

تورات اور صحف قدیم میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متعلق پیشینگوئیوں کے سبب علماء اہل کتاب آپ
کو اچھی طرح پہچانتے ہیں* اس کے باوجود یہود اور دوسرے مخالفین کا یہ اخفاء حق جان بوجھ کر اور عمداً ہے
اور یہ انکار کرنے والے عام لوگ نہ تھے بلکہ احبار و رہبان تھے* ہر قوم والے کا اپنا دینی قبلہ ہے یعنی
ہر قوم و امت کی طرح امت مسلمہ کے لئے بھی ایک مستقل قبلہ لازمی ہے* ہر ایک کے لئے وہی آسان ہے جس
کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے* جس طریقہ پر اطاعت الٰہی کے لئے تم کو لگا دیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے قبول و وصول آسان فرما دے گا*
حکم استقبال کعبہ سفر و حضر سب کیلئے ہے اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا
كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ
إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ
وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا
وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا
تَعْلَمُونَ ۝ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝

اور آپ جس جگہ سے بھی (باہر) نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں اور تم لوگ (بھی) جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف موڑ لیا کرو تاکہ لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں حجت نہ رہ جائے سوا ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہیں سو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ (صرف) مجھی سے ڈرو تاکہ میں اپنا انعام تم پر پورا کروں اور تاکہ تم راہ پر (قائم) رہو * (اسی طرح) جیسے ہم نے تمہارے درمیان ایک رسول تمہیں میں سے بھیجا جو تمہارے روبرو ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں اس کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے * سو تم مجھے یاد کرتے رہو میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا اور میری شکر گزاری کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (۲/۱۵۰تا۱۵۲)

یہ تیسری مرتبہ حکم ہو رہا ہے کہ روئے زمین کے مسلمانوں کو نماز کے وقت مسجد حرام کی طرف منہ کرنا چاہیے * پہلے حکم میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب کا اور پھر اس کی قبولیت کا ذکر ہے اور دوسرے حکم میں اس بات کا بیان ہے کہ حضور کی یہ آرزو بھی ہماری مشیت کے مطابق تھی اور حق بھی تھا اور تیسرے حکم میں یہودیوں کی کٹ حجتی کا جواب ہے کہ ان کی کتابوں میں پہلے سے موجود تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہوگا * اہل کتاب کی کوئی حجت تم پر باقی نہ رہے وہ جانتے تھے کہ اس امت کی صفت کعبہ کی طرف نماز پڑھنا ہے جب وہ صفت نہ پائیں گے تو انہیں شک کی گنجائش ہو سکتی ہے لیکن جب انہوں نے کعبہ کی طرف رخ کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اب انہیں کسی طرح کا شک نہ رہنا چاہیے * پھر فرمایا ان ظالموں کے شبہ ڈالنے سے تم شک میں نہ پڑو۔ ان باغیوں کی سرکشی سے تم خوف نہ کرو ان کے بے سروپا اعتراضات کی مطلق پروا نہ کرو۔ ہاں میرے احکام کی مخالفت سے بالکل بچنا چاہیے۔ صرف مجھ ہی سے ڈرتے رہا کرو۔ قبلہ بدلنے میں جہاں یہ مصلحت تھی کہ لوگوں کی زبانیں بند ہو جائیں وہاں یہ بھی بات تھی کہ میں چاہتا تھا کہ اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں اور قبلہ کی طرح تمہاری کل شریعت کامل کر دوں اور تمہارے دین کو ہر طرح مکمل کر دوں * ہم نے اس قبلہ کو حضور صلعم کے ساتھ تمہیں عطا فرما کر تمہارا شرف اور تمہاری فضیلت و بزرگی تمام امتوں پر ثابت کر دی۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

جب ہم نے تم پر انعام کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تم میں نبی بنا کر بھیجا وہ تم کو قرآن سناتے ہیں

اور شرک سے پاک کرتے ہیں اور قرآن و شریعت کے احکام سکھاتے ہیں اور جو تم نہیں جانتے تھے وہ سکھاتے ہیں (جلالین)

اب تم میری طرف اپنا دھیان دھرو اور مجھے یاد کرو میں بھی تم پر اپنی رحمت کروں گا اور میری ان نعمتوں کو مدنظر رکھ کر شکریہ کرتے رہو کبھی ناشکری نہ کرنا اور کسی کے بہکانے میں آ کر نافرمانی نہ کرنا۔ (تفسیر حقانی)

ذکر تین طرح کا ہوتا ہے (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ ذکر لسانی: تسبیح تقدیس ثنا وغیرہ بیان کرنا ہے خطبہ توبہ استغفار دعا وغیرہ اس میں داخل ہے۔ ذکر قلبی: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا۔ اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ ذکر بالجوارح: یہ ہے کہ اعضاء طاعت الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح تکبیر ثنا و قراءت تو ذکر لسانی ہے۔ اور خشوع و خضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم طاعت بجا لاکر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ذریعہ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں۔ ذکر بالجہر کو بھی اور ذکر بالاخفاء کو بھی (بحوالہ حاشیہ کنزالایمان)

فوائد: ہر قبلہ رخ نماز پڑھنا فرض ہے * بزرگوں کے قدم سے زمین کی عظمت اور زمین کی عظمت سے عبادت کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ دیکھئے خلیل اللہ اور حبیب اللہ علیہما السلام کی بدولت کعبہ معظمہ کو کامل نعمت فرمایا گیا * کوئی شخص خلقت کی زبان سے نجات نہیں پا سکتا * فتنہ اکثر کفر تک پہنچا دیتا ہے * دین میں کجی اور ضد کرنے والا ظالم ہے * محترم چیزوں کی بھی بزرگوں کی نسبت سے عزت بڑھ جاتی ہے * حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے * تلاوت قرآن پاک لازمی ہے * ظاہری باطنی طہارت حضورؐ ہی سے ملتی ہے * قرآن پاک محض عقل و لغت سے حل نہیں ہو سکتا اس کے لئے تعلیم نبی کی ضرورت ہے * حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سارے علوم غیبی عطا فرمائے * تلاوت قرآن ہر حال فائدہ مند ہے * ذکر اللہ زندگی اور دل کی صیقل ہے * ذکر اللہ ٹھنڈے دل کے لئے آب رحمت ہے * ذکر اللہ بے چین دلوں کا چین ہے * ذکر اللہ مصیبتوں کو ٹالتا ہے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

کتاب و حکمت کی تعلیم، پیغمبرانہ ہدایت، مرکز ہدایت کا قیام اور نیک ترین امت ہونے کا اعزاز عظیم، یہی وہ بنیادی عناصر تھے جن کی موجودگی امت کی نشوونما کے لئے ضرورت تھی۔ (ترجمان)

استقبال کعبہ کی بار بار تاکید میں وجوب، سفر حضر، قرب و بعد، استحباب، قلبی توجہ اور یکسوئی کے واضح اشارے ملتے ہیں * مشرکین و کفار کے اعتراضات کا دائمی جواب اور ان کی معاندانہ باتوں پر توجہ نہ دینے کا ارشاد * تعیین قبلہ نعمت عظیم ہے * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ تعالیٰ کا انعام خاص ہے * آیات کی تلاوت کرنا اور قوموں کو پاک کرنا اور کتاب و حکمت کی تعلیم اور وہ سب سکھانا جو لوگ نہیں جانتے جیسے کہ رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد عالیہ سے ہے * ایمان و اطاعت شکرگزاری ہے ناشکری و نافرمانی کفران نعمت ہے لہٰذا ذکر اللہ کرو کہ اللہ تعالیٰ انعامات و رحمت فرمائے شکرگزار رہو اور ناشکری نہ کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا
لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ
بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ
الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝
اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے* اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں* اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو* کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں
۱۵۳ تا ۱۵۷ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا* یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں*

شکر کے بعد صبر کا بیان ہو رہا ہے اور ساتھ ہی نماز کا ذکر کر کے ان بڑے بڑے نیک کاموں کو ذریعہ نجات بنانے کا حکم ہو رہا ہے* حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی کیا ہی اچھی حالت ہے کہ ہر کام میں اس کے لئے سراسر بھلائی ہے اسے راحت ملتی ہے تو شکر کرتا ہے تو اجر پاتا ہے۔ رنج پہنچتا ہے صبر کرتا ہے تو اجر پاتا ہے* اس سے پہلے بھی آیا ہے کہ صبر و نماز کے ساتھ استعانت چاہو یہ ہے تو اہم کام لیکن رب کا ڈر رکھنے والوں پر بہت آسان ہے* صبر کی دو قسمیں ہیں حرام اور گناہ کے کاموں کے ترک کرنے پر۔ اطاعت اور نیکی کے کاموں کے کرنے پر یہ صبر پہلے صبر سے بڑا ہے۔ تیسری قسم مصیبت اور دکھ درد پر یہ بھی واجب ہے (تفسیر ابن کثیر)

اور ان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ جیتے ہیں ان کی روحیں سبز جانوروں کے پوٹوں (قوالب) میں جنت میں جہاں چاہیں چگتے ہیں لیکن تم کو ان کے حال کی خبر نہیں (جلالین)

جب اللہ تعالیٰ نے صبر اور اس کے فوائد بیان فرما دیے تو اس کے بعد مطلع فرماتا ہے کہ ضرور تم کو وقت صبر سے بہرہ ور کریں گے جس میں تم پر تو تاوان مصائب پیش آویں گے خاصکر خوف اور بھوک اور نقصان مال و جان اور نقصان ثمرات یعنی مرتد اولاد اور باغ اور کھیت سے بے بہرہ رہنا اور اپنی کوششوں سے ناکام رہنا۔ مگر ان مرادوں میں سے تم کو آزمائیں گے پھر جو اس میں ثابت رہے گا اس کو انشاء اللہ اس کو حیات جاودانی عمدہ دنیا میں بھی ہر طرح کی فتح کامیابی و ظفر و نیکنامی نصیب ہے۔ (تفسیر حقانی)

یہاں سے اشارت ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو (موضح القرآن)

یہ آیت (۱۵۴) شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی وقت شہداء کے حق میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا وہ دنیوی آسائشوں سے محروم ہو گیا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی* موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے ان کی ارواح پر رزق پیش کئے جاتے ہیں انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل

جاری رہتے ہیں اجر و ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت
کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کی نعمتیں اور میوے کھاتی ہیں۔ مسئلہ: اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی
نعمتیں ملتی ہیں۔ شہید وہ مسلمان مکلف طاہر ہے جو تیز ہتھیار سے ظلماً مارا گیا ہو اور اس کے قتل سے
مال بھی واجب نہ ہوا ہو یا معرکہ قتال میں مردہ یا زخمی پایا گیا اور اس نے کچھ آسائش نہ پائی اس پر دنیا میں
یہ احکام ہیں کہ نہ اس کو غسل دیا جائے نہ کفن، اپنے کپڑوں ہی میں رکھا جائے اسی طرح اس پر نماز پڑھی
جائے اسی حالت میں دفن کیا جائے۔ آخرت میں شہید کا بڑا رتبہ ہے بعض شہداء وہ ہیں کہ ان پر
دنیا کے یہ احکام تو جاری نہیں ہوتے لیکن آخرت میں ان کے لئے شہادت کا درجہ ہے جیسے ڈوب کر یا
جل کر یا دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا طلب علم، سفر حج فرض راہ خدا میں مرنے والا اور نفاس میں
مرنے والی عورت اور پیٹ کے مرض اور طاعون اور ذات الجنب اور سل میں اور جمعہ کے روز مرنے والے وغیرہ *
حدیث شریف میں ہے کہ وقت مصیبت کے إنا لله وانا اليه راجعون پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے
یہ بھی حدیث میں ہے کہ مومن کی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کفارہ گناہ بنا دیتا ہے۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

فوائد: صبر کی دو قسمیں ہیں صبر بدنی صبر نفسی * (1) رضائے مولا کے لئے مشقت برداشت کرے (2) نفس
کو اس کی ناجائز خواہشوں سے روکے * صبر بہترین عبادت ہے * صبر کا ثواب بے اندازہ ہے * صبر والا
ہمارے رب کی خاص رحمت ہے * صبر نصف ایمان ہے * خاص ضرورت کے وقت فرض نمازوں کے علاوہ بھی اور
نمازیں پڑھی جاتی ہیں جیسے کہ قحط میں نماز استسقاء اور مصیبت میں نماز حاجت * شہداء کی زندگی قطعی
یقینی ہے * اول درجہ کی شہادت یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں یا دینی خدمت کے سلسلے میں نصیب ہو * شہیدوں
کی زندگی عوام کے شعور سے وراء ہے * دنیا مصیبتوں کی جگہ ہے یہاں آرام کی طلب بے کار ہے * حضور
صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے نائب خاص اور خلیفہ عام ہیں رب تعالیٰ نے صابروں کو براہ راست خود بشارت
نہ دی بلکہ اپنے محبوب سے فرمایا آپ بشارت دو * مصیبت کے وقت انا للہ ضرور پڑھنی چاہیئے (نور العرفان تفسیر نعیمی)

صبر کی حقیقت یہ ہے کہ مشکلات و مصائب کے جھیلنے اور نفسانی خواہشات سے مغلوب نہ ہونے کی قوت پیدا ہو جائے
نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر و فکر سے روح کو تقویت ملتی ہے اس سے یہ قوت پیدا ہو جاتی ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتے (نور العرفان)

خلاصہ: مشکلات میں باحوصلہ اور ثابت قدم رہنا، احکام الٰہی کی تعمیل صبر و صلوٰۃ کا فیضان ہیں۔
امت کے انفرادی اصلاح اور اجتماعی بہبود دونوں مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ صابرین کا انعام اللہ تعالیٰ کی
معیت خصوصی ہے * حیات شہداء یقینی ہے۔ راہ حق میں جان دینے والے عام مرنے والوں کی طرح مردہ نہیں
ان کی زندگی کو سمجھنے سے شعور و ادراک قاصر ہیں * نقصان کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے * صابرین ہی درحقیقت
عنایات خاص، رحمت بے پایاں کے مورد و مستحق ہیں بلکہ یہی لوگ ہدایت یافتہ اور راہ راست پر ہیں۔
کون لوگ؟ جو تکلیفوں کو برداشت کرتے ہیں خوف بھوک، مال جان اور ثمرات کے نقصان کی آزمائشوں میں صبر کرتے ہیں اور
کہتے ہیں بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝
إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ
لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ
تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

صفا و مروہ بے شک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں سو جو کوئی بیت (اللہ) کا حج کرے یا عمرہ کرے
اس پر (ذرا بھی) گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمدورفت کرے اور جو کوئی خوشی سے کوئی امر خیر کرے
سو اللہ تو بڑا قدردان ہے بڑا علم رکھنے والا ہے ★ بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو ہم کھلی نشانیوں
اور ہدایت میں سے نازل کر چکے ہیں بعد اس کے کہ ہم اسے لوگوں کے لئے کتاب (الٰہی) میں کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں وہ لوگ ہیں
کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں ★ البتہ جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور درست
ہو جاتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں کہ میں ان پر متوجہ ہو جاتا ہوں رحمت سے اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا
بڑا رحمت والا ہوں ★ (۲/۱۵۸ تا ۱۶۰)

انصار نے کہا تھا کہ ہمیں بیت اللہ کے طواف کا حکم ہے صفا مروہ کے طواف کا نہیں اس پر یہ آیت
اتری ★ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم صفا مروہ کے طواف کو جاہلیت کا کام جانتے تھے اور اسلام کی حالت
میں اس سے بچتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ ان دونوں پہاڑوں
کے درمیان جاہلیت کے بت تھے اور شیاطین رات بھر ان کے درمیان گھومتے رہتے تھے اسلام کے بعد لوگوں نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں کے طواف کی بابت مسئلہ دریافت کیا جس پر یہ آیت اتری۔ صحیح مسلم شریف
کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو رکن کو چھو کر باب
الصفا سے نکلے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا میں بھی شروع کروں گا اس سے جس سے اللہ تعالیٰ
نے شروع کیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا تم شروع کرو اس سے جس سے اللہ نے شروع کیا یعنی
صفا سے چل کر مروہ جاؤ ★ حدیث میں آیا ہے کہ دوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی لکھ دی ہے ★ یہاں بیان
ہو رہا ہے کہ صفا مروہ کا طواف بھی اللہ تعالیٰ کے احکام (شرعی) میں سے ہے ★ اللہ تعالیٰ قدردان اور علم والا
ہے یعنی تھوڑے کام پر بڑا ثواب دیتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

البتہ جو لوگ چھپاتے ہیں آدمیوں سے وہ جو ہم نے ہدایتیں اور احکام اتارے جیسے رجم کی آیت اور صفت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے کہ ہم نے توریت میں ان لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ ان کو اللہ اپنی رحمت سے دور
کرتا ہے اور فرشتے اور مسلمان آدمی اور ہر چیز ان پر لعنت کرتی ہے (جلالین)

مگر جو لوگ اس فعل بد سے توبہ کر کے نیک بختی اور اللہ تعالیٰ کی امانت کا اظہار اختیار کرتے ہیں تو ہم بھی ان کو معاف کر دیتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکہ کے شہر میں۔ عرب کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تھیں ان دو پہاڑوں پر دو بت دھرے تھے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہو گئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی اب وہاں نہ جانا چاہیے اس پر یہ آیت (۱۵۸) نازل ہوئی * یہ ان کے حق میں ہے جن کو علم خدا کا پہنچا اور غرض دنیا کے واسطے چھپا رکھا۔ (موضح القرآن)

صفا اور مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب شرق واقع ہیں مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابو قبیس کے دامن میں ہے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہ زمزم ہے بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی نہ خورد و نوش کا کوئی سامان رضائے الٰہی کے لئے ان مقبول بندوں نے صبر کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت خورد سال تھے تشنگی سے جب ان کی جان بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بے تاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان اللہ مع الصابرین کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محل اجابت دعا بنایا۔ (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنز الایمان)

فوائد: صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا حج اور عمرہ میں واجب ہے * اگر مسلم جگہ میں کچھ خرابیاں پیدا ہو جائیں تو اس سے اس جگہ کی عزت نہ گھٹے گی اور نہ اس جگہ کو چھوڑا جائے * دینی شعائر یعنی مقدس مقاموں کا برقرار رکھنا سنت الٰہی ہے جیسے صفا مروہ کو رہنے باقی رکھا * تمام جرموں میں بدترین جرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات نعت چھپانا یا ان میں معنوی ردوبدل کرنا یا لوگوں کو حضور انور کی نعت سے روکنا ہے یہی علماء یہود کا عمل تھا * حضور کے اوصاف کی اشاعت کرنا بہترین عبادت ہے جس پر ہر طرح کی رحمت کی امید ہے (نور العرفان، خزائن العرفان، بقیہ) مرکز مقدس سے وابستگی اور حج کا قیام * کتاب اللہ کی تعلیم و تذکیر ایک مقدس جماعتی فرض ہے (ترجمان)

خلاصہ: صفا اور مروہ مکہ مکرمہ میں دو مقدس پہاڑیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں فرمایا ہے۔ حج اور عمرہ کے دوران ان دونوں کے درمیان دوڑنا یعنی سعی کرنا لازمی ہے * اللہ تعالیٰ ہر اچھے کام کو پسند فرماتا ہے اور اپنی خوشی سے نیکیاں کرنے والوں کا قدردان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے * اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نازل شدہ باتوں کا چھپانا جرم ہے کہ اللہ کے علاوہ دیگر لعنت کرنے والے بھی اس پر (چھپانے والے پر) لعنت کرتے ہیں۔ مگر توبہ کرنے، اصلاح کر لینے اور ظاہر کر دینے والے عنایت حق تعالیٰ پالیتے ہیں وہ توبہ کرلیں تو ان کی توبہ مقبول ہو جاتی ہے

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مرے اسی حال پر کہ وہ کافر تھے یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی * ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی * اور تمہارا معبود ایک معبود ہے نہیں کوئی معبود بجز اس کے بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے * (۲/۱۶۱ تا ۱۶۳)

ان لوگوں کا بیان ہو رہا ہے جو کفر کریں لیکن توبہ نصیب نہ ہو اور کفر کی حالت ہی میں مر جائیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے یہ لعنت ان پر ہمیشہ کے لئے مسلط ہو جاتی ہے اور قیامت تک ساتھ رہے گی اور دوزخ کی آگ میں لے جائے گی نہ تو عذاب میں کبھی کمی ہو نہ کبھی موقوف ہو بلکہ ہمیشہ ہمیشہ سخت عذاب ہوتے رہیں گے۔ حضرت ابوالعالیہ اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں قیامت کے دن کافر کو ٹھہرایا جائے گا پھر اس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا پھر فرشتے پھر سب لوگ۔ کافروں پر لعنت بھیجنے کے مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد کے ائمہ کرام سب کے سب قنوت وغیرہ میں کفار پر لعنت بھیجتے تھے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

اس لعنت اور آگ میں ہمیشہ رہیں گے ان سے عذاب ایک پل جھپکنے کو ہلکا نہ ہوگا اور نہ ان کو توبہ اور عذر کرنے کی مہلت دی جائے گی۔ (جلالین)

جب کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں اور اس کے احکام کے چھپانے والوں اور کفر پر مرنے والوں کو یہ حکم سنایا گیا کہ ان پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے تو اس جگہ یہ خطرۂ شیطانی پیدا ہوتا تھا کہ یہ دعویٰ ہم سے غلط ہے کس لئے کہ اور بھی شخص ایسے ہیں کہ جن کو خدائی اختیارات ہیں یا وہ خدائی کے حصہ دار ہیں اگر ایک نے نکالا تو دوسرے کی طرف ملتجی ہو جائیں گے جیسا کہ عموماً عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی کا حصہ دار جانتے ہیں اور ان کو بیٹا کہتے ہیں اور مشرکین قدیم و حال تو شمس و آسمان و ارواح وغیرہ سینکڑوں چیزوں کو خدائی میں شریک جانتے تھے اور جانتے ہیں اور مدینہ کے بعض بے وقوف یہود بھی عزیر علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے وسوسۂ شیطانی کو باطل کر دیا۔ اے بنی آدم! تمہارا رب ایک ہی معبود ہے اور یہ اس لئے کہ اس کے سوا ہر چیز وجود میں اور کوئی معبود رہی نہیں۔ (تفسیر حقانی)

مومن لوگ کافروں پر لعنت کریں گے ہی کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔

مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو

اس پر لعنت کرنی جائز ہے مثلاً فلاں مسلمان پر بالتعیین لعنت کرنا جائز نہیں لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں جھوٹوں اور سود خوار پر لعنت آئی ہے * کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے رب کی شان و صفت بیان فرمائیے اس پر یہ آیت (۱۶۳) نازل ہوئی اور الغرض بتا دیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم نہ اس کے لئے مثل نہ نظیر۔ الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قسیم نہیں اپنے صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت وَاِلٰـهُكُمْ دوسری الٓمّٓ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الآیہ۔ (بحوالہ تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

اے توحید والو جس کی تم عبادت کرتے ہو وہ ایک معبود ہے اور بالذات ایک موجود اس کے سوا سب معدوم ہے۔ جو ہے اسی کا پرتو۔ سارے کو اصل سمجھ کر ادھر ادھر گردن جھکانا جہالت ہے۔ پھر اس کی رحمت ہر موجود کو شامل ہے لہٰذا وہ رحمان ہے اور اس کی ہدایت مومنین کے لئے خاص لہٰذا وہ رحیم (ابن عربی)

فوائد: خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یہاں کفر پر مرنے کا ذکر کیا گیا لہٰذا زندگی میں کسی کو اپنے حال پر اعتماد نہ چاہیے رب کا خوف کرے اور اس کی پناہ مانگے * ہر شخص کی موت اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہونے کا وقت ہے چونکہ کسی کو موت کی خبر نہیں لہٰذا ہر وقت ہی توبہ چاہیے * بعد موت کسی کافر پر بھی نام لے کر لعنت نہیں کرسکتے جب تک کہ اس کا کفر پر مرنا یقینی طور سے معلوم نہ ہو یا اس کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہو یا ہم نے اسے کفر بکتے بکتے مرتے ہوئے دیکھا ہاں یوں کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص ملعون تھا * اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے * رحمت رب تعالیٰ کی صفات اصلیہ ہے قہر و غضب ہماری بد اعمالیوں کی بنا پر اسی لئے رب تعالیٰ بغیر کسی عمل کے جنت تو عطا فرما دے جیسے مسلمانوں کے فوت شدہ بچے یا دیوانے مگر بلاقصور کسی کو دوزخ نہ دے گا * مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو تبلیغ کرتے وقت رب کی رحمتوں کا ذکر زیادہ کریں جب وہ ضد کریں تو اس کے قہر و غضب کا ذکر کریں۔ نرمی سے امید دلا کر تبلیغ کرنا دل میں اثر کرتا ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)

جو لوگ دنیا کے خوف سے یا طمع سے احکام حق چھپاتے ہیں وہ اللہ کی لعنت کے سزاوار ہوتے ہیں *

خدا پرستی میں ثابت قدم رہنا۔ (بحوالہ ترجمان)

خلاصہ: وہ لوگ جو کفر کرتے رہے اور حالت کفر ہی میں مر گئے تو بے شک اصول پر اللہ تعالیٰ کی لعنت یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور کر دیے جاتے ہیں اور ان بدبختوں پر فرشتے اور خود لوگوں کی بھی لعنت ہوتی ہے اور وہ سدا اسی حالت میں رہتے ہیں یعنی دائماً جہنم میں پڑا رہنا ہوگا ان کے عذاب میں کسی قسم کی کمی ہوگی اور نہ انہیں کسی قسم کی مہلت دی جائے گی۔ سارے بنی آدم کا معبود حقیقی ایک ہی ہے یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی لائق عبادت نہیں اللہ ہی معبود حقیقی و یکتا ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ
الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ
مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ
وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُونَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّونَهُمْ
كَحُبِّ اللّٰهِ ۖ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوْٓا إِذْ
يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۙ وَّأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل میں اور جہازوں کے چلنے میں جو
سمندر میں ان چیزوں کے ساتھ چلتے ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور (اس) پانی میں جسے اللہ نے آسمان
سے اتارا پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد جلا اٹھایا اور اس میں ہر طرح کے حیوانات پھیلا دیے اور ہواؤں
کے بدلنے میں اور بادل میں (جو) آسمانوں اور زمین کے درمیان مقید ہے (ان سب میں) ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں
(۱۶۵ موجود ہیں * اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں ان سے ایسی محبت
(۱۶۴/۲) رکھتے ہیں جیسی اللہ سے (رکھنا چاہیے) اور جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ کی محبت سب سے قوی رکھتے ہیں
اور کاش ظالم جب عذاب کو دیکھ لیتے تو سمجھ لیتے کہ قوت اللہ ہی کی ہے ساری کی ساری اور یہ کہ اللہ کا عذاب بہت ہی سخت ہے

(م و و) اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید پر دلیلیں * ایک تو یہ آسمان ہے جس کی بلندی، لطافت
کشادگی جس میں ٹھہرے ہوئے اور چلنے پھرنے والے روشن ستارے تم دیکھ رہے ہو پھر زمین کی پیدائش جو کثیف چیز ہے
جو تمہارے قدموں تلے بچھی ہوئی ہے جس میں بلند بلند چوٹیوں کے سر بفلک پہاڑ (ہیں) جس میں موجیں مارتے بے پایاں
سمندر ہیں جس میں انواع و اقسام کے خوشنما رنگ بیل بوٹے ہیں، جس میں طرح طرح کی پیداوار ہوتی ہے جس پر
تم رہتے بستے ہو اور اپنی مرضی کے مطابق آرام دہ مکانات بناتے ہو اور جس سے صدہا طرح کے نفع اٹھاتے ہو پھر رات
دن کا آنا جانا رات گئی دن آیا دن گیا رات آگئی نہ وہ اس پر سبقت کرے نہ یہ اس پر ہر ایک اپنے صحیح انداز سے
سے آئے اور جائے کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں بڑی کبھی دن کا کچھ حصہ رات میں آ جائے کبھی رات کا کچھ حصہ دن میں آ جائے
پھر کشتیوں کو دیکھو جو خود تمہیں اور تمہارے مال و اسباب اور تجارتی چیزوں کو لے کر سمندر میں ادھر سے ادھر جاتی ہیں
اس ملک والے اس ملک والوں سے اور اس ملک والے اس ملک والوں سے رابطہ اور لین دین کر سکتے ہیں یہاں
کی چیزیں وہاں اور وہاں کی چیزیں یہاں پہنچ سکتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا اپنی رحمت کاملہ سے بارش برسانا اور مردہ
زمین کو زندہ کر دینا اس سے اناج اور کھیتیاں پیدا کرنا چو طرف ریل پیل کر دینا زمین میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے
کارآمد جانوروں کو پیدا کرنا ان سب کی حفاظت کرنا انہیں روزیاں پہنچانا ان کے لئے سونے بیٹھنے چرنے چگنے کی جگہ

پیدا کرنا ہواؤں کو ہیر پھیر (تیز آندھیاں) چلانا کبھی ٹھنڈی کبھی گرم کبھی کم کبھی زیادہ بادلوں کو آسمان و زمین کے درمیان مسخر کرنا یعنی ایک طرف سے دوسری طرف لے جانا ضرورت کی جگہ برسانا وغیرہ یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جن سے عقلمند اپنے خدا کے وجود کو اور اس کی وحدانیت کو پاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

(ایضاً) یہ آٹھ انواع ہیں جو خود قادر مختار کے علم و حکمت اور اس کی وحدانیت پر برہان قوی ہیں اور ان کی دلالت وحدانیت پر بے شمار وجوہ سے ہے اجمالی بیان یہ ہے کہ یہ سب امور ممکنہ ہیں اور ان کا وجود بہت سے مختلف طریقوں سے ممکن تھا مگر وہ مخصوص شان سے وجود میں آئے یہ دلالت کرتا ہے کہ ضرور ان کے لئے موجد ہے قادر و حکیم جو بمقتضائے حکمت و مشیت جیسا چاہتا ہے بنا دیتا ہے کسی کو دخل و اعتراض کی مجال نہیں وہ معبود بالیقین واحد و یکتا ہے (حاشیہ کنز الایمان)

(۱۶۵) یعنی باوجودیکہ ہم (اللہ) اپنے وجود اور وحدہ لاشریک ہونے پر اور اپنے صفات کاملہ پر آٹھ وہ دلائل بیان کر چکے ہیں کہ جن سے نہ صرف اور کل بندوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ بارش برسانا اس سے اناج اگانا وغیرہ مگر بعض ایسے بھی بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مخلوق میں سے عناصر اور فلکیات اور ارواح و ملائکہ وغیرہم کو بھی اس کی خدائی میں شریک اور نفع و ضرر کا سبب اور مقصود کر کے ان سے بھی ویسی ہی محبت کرتے ہیں کہ جیسی اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے تھی سو یہ انہی لوگوں کا کام ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو اللہ ہی نہیں جانا اور سچے دل سے اس پر ایمان نہیں لائے اور ان پر نور ایمان کا آفتاب نہیں چمکا ورنہ جو اس پر ایمان لا چکے ہیں وہ تو اس پر فدا ہیں اپنی جان اور مال بلکہ اگر تمام عالم میسر آئے تو اس کو بھی اس پر قربان کرنے میں تامل نہ کریں یہی وہ خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کے حکم کے مقابلہ میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور یہ بے وقوف جو غیر اللہ سے حسن امید پر محبت کرتے ہیں ان کو اصل حال معلوم نہیں * کاش ظالموں کو (آج) معلوم ہو جائے (جیسا کہ جب معلوم ہوگا) جب کہ عذاب دیکھیں گے سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت تر ہے۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آٹھ نشانیوں کے ذریعہ توحید کے دلائل شرح و بسط سے بیان ہوئے ہیں آسمان و زمین کی پیدائش، شب و روز کا تغیر، بارش، زمین کا مردہ ہو کر جی اٹھنا، حیوانات کا پیدا ہو جانا، ہوائیں اور (درمیان آسمان و زمین) بادلوں کا مسخر ہونا۔ پھر ان بڑی بڑی آٹھ نشانیوں میں سے ہر ایک ہزار ہا حقائق اور نشانیوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن کی ایک ایک کیفیت اہل نظر پر واضح ہے اور عقل و شعور والے ان کا خوب ادراک رکھتے ہیں اور اپنے خالق کی قدرت کاملہ پر یقین رکھتے ہیں اور سجدوں سے ہمکنار رہا کرتے ہیں۔
لیکن جو عقل و فہم سے دور ہیں خود یہ نشانیاں ان کے لئے حجاب بن جاتی ہیں وہ حقائق کو سمجھ نہیں سکتے اور ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کو بھی اس میں شریک مان کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت صرف اللہ کے لئے چاہئے بہر حال اہل ایمان صرف اللہ سے قوی محبت رکھتے ہیں اگر یہ عذاب کو دیکھ لیتے تو جان جاتے کہ تمام قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور عذاب الٰہی بڑا سخت تر ہے۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ
بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ
مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ
عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝

(خیال کرو) جب بیزار ہو جائیں گے وہ جن کی تابعداری کی گئی ان سے جو تابعداری
کرتے رہے اور دیکھ لیں گے عذاب کو اور ٹوٹ جائیں گے ان کے تعلقات * اور کہیں گے
تابعداری کرنے والے کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم بھی بیزار ہو جاتے
ان سے جیسے وہ (آج) بیزار ہو گئے ہم سے یونہی دکھائے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کے (برے) اعمال
کہ باعث پشیمانی ہوں گے ان کے لئے اور وہ (کبھی بھی) نہ نکل پائیں گے آگ (کے عذاب) سے (۲/۱۶۶، ۱۶۷)

(۱۶۶) اگر انہیں (مشرکین و منکرین کو) اس منظر کا علم ہوتا تو یہ اپنی گمراہی اور شرک و کفر پر نہ اڑتے
اس دن جن جن کو ان لوگوں نے اپنا پیشوا بنا رکھا ہے وہ سب ان سے الگ ہو جائیں گے فرشتے کہیں گے خدایا
ہم ان سے بیزار ہیں یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ یہ لوگ تو جنات کی عبادت کرتے تھے۔ خدایا تو
پاک ذات ہے تو ہی ہمارا ولی ہے اسی طرح جنات بھی ان سے بیزاری کا اعلان کریں گے اور صاف صاف
ان کے دشمن ہو جائیں گے اور عبادت سے انکار کر دیں گے۔ قرآن میں یہ بھی ہے کہ جن جن کی لوگ عبادت
کرتے تھے وہ سب کے سب قیامت کے دن ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے اور ان کے دشمن بن جائیں گے
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا ارشاد ہے " تم نے اللہ کے سوا بتوں کی محبت دل میں بٹھا کر دنیا کی یہ جو شروع کر دی ہے
قیامت کے دن وہ تمہاری عبادت کا انکار کر دیں گے اور آپس میں ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اور تمہارا ٹھکانہ
جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا" اور یہ بھی ارشاد ہے کہ "یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے
اور اپنے پیشواؤں سے کہہ رہے ہوں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار بن جاتے وہ جواب دیں گے کیا ہم نے
تمہیں ہدایت سے روکا؟ حقیقت یہ ہے کہ تم خود مجرم تھے وہ کہیں گے تمہاری دن رات کی مکاریاں
تمہارے کفریہ احکام تمہاری شرک کی تعلیم نے ہمیں پھانس لیا اب سب کو ندامت ہوگی اور ان کی گردنوں
میں ان کے اعمال کے طوق ہوں گے۔ اور جگہ ہے کہ اس دن شیطان بھی کہے گا " اللہ کا وعدہ سچا تھا اور میں
تمہیں سبز باغ دکھاتا رہا تھا وہ دھوکہ تھا تم پر میرا کوئی زور تو تھا نہیں میری تو تم نے مان لیا تم نے منظور کر لیا اب مجھے
ملامت کرنے سے کیا فائدہ اپنی جانوں کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکوں گا نہ تم میری
میں تمہارے شرک سے انکاری ہوں جان لو کہ ظالموں کے واسطے دردناک عذاب ہے" * وہ عذاب دیکھ لیں گے

اور تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ نہ کوئی بھاگنے کی جگہ رہے گی نہ چھٹکارے کی کوئی صورت نظر آئے گی۔ دوستیاں
کٹ جائیں گی اور رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(۱۶۷) (رشتوں، تعلقات اور اسباب کے ٹوٹ جانے کے بعد اور ان کے کچھ کام نہ آنے و نیز ماں
باپ بیٹے اہل قرابت سب کے انہیں پیٹھ دکھا دینے کے بعد) یہ کہیں گے کہ کاش اب دنیا میں جانے
کا ہمیں موقعہ مل جاتا تو ہم ان سے ایسے ہی علیحدہ ہو جاتے جیسے آج انہوں نے کر دکھایا۔ اس
کے علاوہ ان کے سارے نیک و بد اعمال ان کے سامنے حسرت و شرمندگی بن کر آئیں گے کہ کفر
کرنے اور ایمان نہ لانے پر شرمندہ ہوں گے اور بدکاری کرنے اور نیک اعمال کی بجا آوری پر نادم۔ خوشحالی صرف
کفر کی وجہ سے صدمہ اور پریشانی درپیش ہوگی پھر یہ لوگ نہیں کہ کبھی ان مصیبتوں سے نجات مل جاوے
بلکہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ (فوائد) پیشواؤں کا پیروکاروں سے نفرت کرنا اور بیزار ہونا کفار
کے لئے خاص ہے کیوں کہ یہ بھی کفر کا ہی عذاب ہے۔ مسلمان ان شاء اللہ اس سے محفوظ * تعلقات
اور رشتہ داروں کا کام نہ آنا بھی کفار ہی کی سزا ہے نہ کہ مسلمانوں کی۔ کیوں کہ قرآن کریم میں
جو کفار کے عذاب بیان ہوئے ہیں ان سے مسلمان محفوظ رہیں گے اور جو مسلمانوں پر الطاف و کرم مذکور ہیں
ان سے کفار محروم ہیں ورنہ ان چیزوں کا ذکر بیکار ہو جاتا * قیامت میں صرف کفار ہی دنیا میں واپس
آنے کی تمنا کریں گے نہ کہ مسلمان کیوں کہ دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے اور کافروں کی جنت * آگ سے
نہ نکلنا اور وہاں ہمیشہ رہنا کفار کی خصوصیت ہے جیسا کہ وما ھم کے حصر سے معلوم ہوا۔ گنہگار
مسلمان سزا بھگت کر جنت بھیج دیا جائیں گے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

(۱۶۷) پیشوایان باطل کی پیروی کرنے کا حسرت انگیز نتیجہ جو ان کے بد قسمت پیروکاروں کے
حصہ میں آنے والا ہے۔ پچھلی امتوں کی تباہی کا ایک بنیادی سبب پیشوایان باطل کا اتباع ہے۔ (ترجمان)

خلاصہ: اہل باطل کی تمام رشتہ داریاں، روابط، تعلقات وغیرہ سب اسی دنیا کی حد تک ہیں لیکن
آخرت میں وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں گے اور آپس میں مخالف ہو جائیں گے۔ ان کے سارے
تعلق منقطع ہو جائیں گے۔ یہ سب کچھ آخرت کے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ہوگا جس کے
متعلق وہ اس وقت کچھ سنتے تو یہ حقیقت ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے الگ
ہو جائیں گے۔ اور پھر وہ کہنے لگیں گے کہ دنیا میں کچھ بھی کیا سب لا حاصل تھا کوئی کام نہ آیا لہذا کاش ایک بار پھر
ہم دنیا میں واپس جا سکتے۔ ان کی یہ حسرت پوری نہیں ہو سکتی کہ وہ دنیا میں جا کر ان پیشواؤں سے منہ پھیر لینا
چاہتے جیسا کہ انہوں نے ان سے یہاں بے رخی دکھائی لیکن وہ دنیا میں واپس نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ انھیں
ان کے اعمال کو بطور حسرت دکھائے گا اور وہ جہنم سے کبھی نکل نہ پائیں گے۔ ہمیشہ دوزخ میں آگ میں
جلتے جھلستے رہیں گے۔ نار دوزخ میں ہمیشگی کفار کے لئے ہے البتہ مسلمان گنہگار سزا کے بعد رہائی پائیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ
وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ
اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ
فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ
وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال
پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے * وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی
اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں * اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے
اتارے پر چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ
دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت * اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو
کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں * اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی
ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (۲/۱۶۸ تا ۱۷۲)

(۱۶۸) تمام مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے بندوں سے ارشاد فرما رہا ہے کہ میرا یہ احسان بھی نہ بھلاؤ کہ
میں نے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال کیں جو تمہیں لذیذ اور مرغوب ہیں جو نہ جسم کو ضرر پہنچائیں نہ صحت کو نہ عقل و ہوش کو
میں تمہیں روکتا ہوں کہ شیطان کی راہ نہ چلو جس طرح اور لوگوں نے اس کی چال چل کر بعض حلال چیزیں اپنے
اوپر حرام کر لیں * رسول اللہ نے فرمایا "پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا" (تفسیر ابن کثیر)
(۱۶۹) وہ تو (شیطان) تم کو برے کام ہی کا حکم کرتا ہے اور اس کا کہ اللہ پر جھوٹ جوڑو جس کی
حرمت و حلت تم نہیں جانتے۔ (جلالین)

(خیالی معبودوں اور بتوں سے) جس طرح (آس و امید اور محبت) باطل ہے اسی طرح اس محبت
کے وسائل کہ ناحق اللہ تعالیٰ کی پاک چیزوں کو حرام کر لیا ہے بے سود ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی پاک اور
حلال چیزیں کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو اور وہ تو بے سود اور بری باتوں کو دل میں ڈالا کرتا ہے
کس لئے کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ تو تم کو بری اور بے حیائی کی باتیں ہی سکھایا کرتا ہے اور
یہ بھی کہ تم خدا تعالیٰ پر نادرست باتیں بنایا کرو۔ (تفسیر حقانی)

حاشیہ (ترجمان)

(۱۷۰) توحید و قرآن پر ایمان لاؤ اور پاک چیزوں کو حلال جانو جنہیں اللہ نے حلال کیا ہے ✱
جب باپ دادا دین کو اور کچھ نہ سمجھتے ہوں اور راہ راست پر نہ ہوں تو ان کی پیروی کرنا حماقت ہے گمراہی
جب معلوم ہو کہ باپ دادا اوں کی رسم غلط ہے تو حکم خدا کے بعد اس پر نہ چلیئے۔ (تفہیم القرآن)

(۱۷۱) ان کو ہدایت کی طرف بلانے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ چرواہا بھیڑ بکریوں کو آواز دے کہ وہ
اس کی آواز سنتی تو ہیں پر کچھ سمجھتی نہیں یہی حال ان کا ہے کہ آپ کی آواز صاف کان سن تو لیتے ہیں
لیکن اس کا مقصود دل میں نہیں اتارتے کیونکہ رب کی طرف سے جو انہیں عقل ملی ہے کی باطنی قوتیں ظاہری
تھیں انہوں نے انہیں بے کار کر دیا ہے گویا یہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں اس لئے ہدایت پر نہیں آتے
"فائدہ جو چیز دین کے کام میں نہ آئے وہ بے کار ہے اگرچہ اس سے دنیا کے صدہا کام نکلتے ہیں دیکھو کفار اپنے
آنکھ ناک کان سے دنیا کے سارے کام لیتے تھے مگر چونکہ دین پر صرف نہ کیا انہیں بہرہ گونگا کہہ دیا گیا۔

(۱۷۲) حرام کہ جسمانی غذاؤں سے جسم کی تعمیر اور روح کا ارتقا ہے کہ حلال غذا سے دل میں صفا پیدا ہوتی ہے ✱
رب تعالیٰ نے نماز روزہ کی طرح حلال غذا کا بھی حکم دیا۔ ہر نعمت پر رب کا شکر بھی کرتے رہو
فوائد: مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنی حلال روزیاں رکھیں نہ تو لذیذ نعمتوں سے ایکدم پرہیز کرے اور
نہ اس کا عادی ہو جائے ✱ رب کی نعمتوں کا شکر واجب ہے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

اللہ نے انسان کی غذا کے لئے جس قدر اچھی چیزیں دنیا میں مہیا کر دی ہیں شوق سے کھانی
چاہئیں۔ بے اصل روک ٹوک اور من گھڑت پابندیاں شیطانی وسوسے ہیں ✱ "ضمناً" اس حقیقت
کی طرف اشارہ کہ ایمان کی راہ عقل و بصیرت کی راہ ہے اور کفر کا خاصہ کورانہ تقلید اور بے بصیرتی
ہے ✱ جو کچھ دیکھتے سنتے آئے ہیں بے سمجھے بوجھے اسی پر چلے رہنا اور دلیل و برہان کی جگہ اپنے پیشواؤں
کا قول و عمل حجت سمجھنا ہدایت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ (بحوالہ ترجمان)

خلاصہ: حلال اور پاکیزہ چیزوں کے کھانے کی اجازت ✱ اس باب میں یہود و نصاریٰ مختلف غلط باتوں
میں پھنسے تھے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا بیٹھے تھے ✱ اسلام نے ترک لذات کی حمایت نہیں کی ہے
یہ اللہ کا ارشاد ہے ✱ ہر شیطانی طریقہ اور روش سے اجتناب کا حکم دیا کہ وہ اہل ایمان کا کھلا
ہوا دشمن اور سخت مخالف ہے اس کا کام ہی اہل سعادت سے عداوت ہے وہ ہر وقت برائی اور غیر صحیح
باتوں کا حکم دیتا ہے اور اس بات کا کہ تم جسے نہیں جانتے ایسی باتیں اللہ پر جوڑ دیں ✱ یعنی اپنی اختراع کردہ
باتوں کو اللہ سے منسوب کریں ✱ جب کہا جاتا ہے کہ تابع شریعت ہو جاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کا طریقہ
اپنائیں گے خواہ وہ جاہل و بے شعور ہوں گمراہ اور ہدایت سے دور ہوں کافر کی مثال سننے سے معذور جانور
کے پیچھے چلنے والوں کی سی ہے نہ سنتے اور نہ دیکھنے سے محروم ہیں اس لئے کچھ بھی (حق و ہدایت) نہیں سمجھتے
اللہ کی عطا کردہ پاک نعمتیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اگر تم مومن اور خاص اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۭ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا
قَلِيْلًا ۙ أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ
عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا
فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ اللہ نے جو چیزیں تم پر حرام کر دی ہیں وہ تو صرف یہ
ہیں کہ مردار جانور، حیوانات کا خون، سور کا گوشت اور وہ (جانور) جو اللہ کے سوا کسی دوسری
ہستی کے نام پر پکارے جائیں البتہ اگر ایسی حالت پیش آ جائے کہ کوئی آدمی (حلال غذا نہ مل سکنے کی وجہ سے)
بحالت مجبوری کھا لے اور یہ بات نہ ہو کہ حکم شریعت کی پابندی سے نکل جانا چاہتا ہو یا اتنی مقدار سے زیادہ
کھانا چاہتا ہو جتنی کہ (زندگی بچانے کے لئے) ضروری ہے تو اس صورت میں مجبور آدمی کے لئے کوئی گناہ
نہ ہوگا بلا شبہ اللہ (خطاؤں کو) بخش دینے والا اور (ہر حال میں) تم پر رحم رکھنے والا ہے ★
جو لوگ ان حکموں کو جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کئے ہیں چھپاتے ہیں اور اس (کتمان حق) کے بدلے
دنیا کے حقیر فائدے خریدتے ہیں تو یقین کرو یہ وہ لوگ ہیں جو آگ کے شعلوں سے اپنا پیٹ بھر رہے
ہیں قیامت کے دن خدا کے خطاب سے محروم رہیں گے وہ انہیں (بخش کر) گناہوں سے پاک نہیں
کرے گا ان کے لئے عذاب دردناک ہی مقدر ہونا ہے ★ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت بیچ کر گمراہی
مول لی اور مغفرت کے بدلے عذاب کا سودا کیا تو (برائی کی راہ میں ان کا جوش) کیا ہی عجیب
و صبر ہے ان) جہنم کی آگ کے لئے ان کی برداشت کیسی سخت برداشت ہے ★ یہ اس لئے
(١٧٦) ہوا کہ اللہ نے کتاب (تورات) سچائی کے ساتھ نازل کر دی تھی۔ اور جن لوگوں نے کتاب اللہ
تا
(١٧٣/٢) (کے احکام) میں اختلاف ڈالا اور اس میں اختیار کی ہیں تو وہ تفرقہ و مخالفت کی دور دراز راہوں میں کھو گئے

(١٧٣) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں
حلال بتایا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس کا بیان نہیں وہ معاف ہیں۔ (ابن کثیر)
مضطر وہ ہے جو حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہو اور اس کو نہ کھانے سے خوف جان ہو خواہ شدت
کی بھوک یا ناداری کی وجہ سے جان پر بن جائے اور کوئی حلال چیز پاس نہ ہو یا کوئی شخص حرام کے کھانے پر جبر

کرتا ہو اور اس سے جان کا اندیشہ ہو ایسی حالت میں جان بچانے کے لئے حرام چیز کا قدرِ ضرورت یعنی اتنا کھا لینا جائز
ہے کہ خوف ہلاکت نہ رہے۔ (تفسیر صدر الافاضل برحاشیہ کنزالایمان)

(۱۷۴) البتہ یہودی جو نعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کو توراۃ میں سے چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے کچھ دنیا کا
اسباب رذیلوں سے لیتے ہیں اور اس کے جاتا رہنے کے خوف سے حکم الٰہی ظاہر نہیں کرتے وہ ایسی چیز کو اپنے پیٹوں
میں آگ کھاتے ہیں اس لئے کہ انجام اس کا آگ ہے اور قیامت کے دن اللہ ان سے غصہ کی وجہ سے کلام نہ کرے گا
اور نہ گناہوں کے میل سے پاک کرے گا اور ان کو آگ تکلیف دینے والی کا عذاب ہوگا۔ (جلالین)

(۱۷۵) یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ہدایت فطری کفر کے گمراہی خریدی ہے اور مغفرت الٰہی جو بندوں کے لئے
موعود ہے زائل کر کے عذاب مول لیا۔ جب انہوں نے عمداً اس قدر اسباب دوزخ کو اختیار کیا تو
گویا عمداً دوزخ کو اختیار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس آتشِ جہنم کی گرمی برداشت ہے
حالانکہ اس کی کسی کو بھی برداشت نہیں اس لئے خدا تعالیٰ بطورِ تعجب کے فرماتا ہے کہ ان کو اس کی کیا ہی برداشت ہے (حقانی)

(۱۷۶) اللہ تعالیٰ نے تو آسمانی کتاب برحق کے ساتھ اس لئے اتاری تھی کہ لوگ اس کو حاصل کر کے گمراہی
سے بچیں۔ انہوں نے کتاب میں ان تک پہنچائی ہی نہیں یہ سبب کہ گمراہی کا باعث یہ لوگ ہیں اور لطف یہ
ہے کہ جنہوں نے کتاب الٰہی میں اختلاف کیا * یہ لوگ آپس میں بھی ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں
پھر اگر آپ کی مخالفت کریں تو کیا تعجب ہے ان کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے۔ (تفسیر نعیمی)

فوائد: جس کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے (تفسیر احمدی) شرعی ضروری احکام کا چھپانا
حرام ہے اور بدترین کفر ہے اور علم دین غلط تاویلیں کرنا بے دینی ہے * رشوت لینے کے لئے ہر قسم کی جانی
اور مالی قربانی اور بدنی اور مالی اعمال ضروری ہیں * کوئی شخص ایمان یا اعمال سے بے پرواہ نہیں *
ایمان جڑ ہے اعمال شاخیں * تندرستی میں صدقہ دینا مرتے وقت کے صدقہ سے افضل ہے (ایضاً)

کتاب اللہ علم و حقیقت ہے اور اختلاف جہل و ظن سے پیدا ہوتا ہے پس جب علم و حقیقت
آجائے تو اختلاف باقی نہیں رہنا چاہئے مگر جو لوگ کتاب اللہ کے نزول کے بعد بھی اختلاف میں
مبتلا ہو جاتے ہیں ... وہ "شقاق بعید" میں پڑ جاتے ہیں۔ (ترجمان)

خلاصہ: مردار، خون جاری، خنزیر اور مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ یہ چار چیزیں حرام ہیں۔
اگر کوئی شخص مجبور ہو جائے اور زندگی خطرے میں پڑ جائے تو جان بچانے کی خاطر دفع الوقت بقدرِ ضرورت استعمال
کر سکتا ہے۔ احکام الٰہی کا چھپانا سنگین جرم ہے یہود اس کے مرتکب ہوا کرتے تھے یا حضور علیہ السلام
کے اوصاف و محامد چھپاتے تھے اس کے عوض جو مال پاتے تھے وہ درحقیقت آگ ہے جو وہ اپنے پیٹوں
میں بھر رہے ہیں۔ اللہ ان سے قیامت میں کلام نہ فرمائے گا اور نہ انہیں معاف کیا جائے گا ان داغوں سے اور
ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ انہوں نے گمراہی خریدی ہے ہدایت کے عوض آگ کے عذاب پر ان کی برداشت تعجب خیز ہے

[illegible]

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ
عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ
وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ
اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ نیکی یہی نہیں
کہ کیا کرو تم منہ اپنے سامنے پورب اور پچھم کے اور لیکن نیکی وہ ہے جو ایمان لاوے ساتھ
اللہ اور دن پچھلے اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں کے اور دے مال اوپر محبت اس کی کے
قرابت والوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں اور سوالیوں کو اور بیچ گردنوں کے
اور سیدھی کرے نماز (قائم کرے) اور دے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے عہد کو اپنے جب کہ عہد کریں۔ اور
صبر کرنے والے بیچ مصیبت کے اور تکلیف کے اور وقت لڑائی کے یہ لوگ وہ ہیں جو سچے ہوئے
اور یہ لوگ ہی پرہیزگار ہیں۔ (۲/۱۷۷)

اس آیت پاک میں صحیح عقیدے اور راہ مستقیم کی تعلیم ہو رہی ہے * اصل نیکی اصل بھلائی اور کامل ایمان یہی ہے کہ مالک کے زیر فرمان رہے اگر کوئی مشرق کی طرف منہ کرے یا مغرب کی طرف منہ کر لے اور خدا کا حکم نہ ہو تو وہ اس توجہ سے ایماندار نہیں ہو جاتا بلکہ حقیقت میں با ایمان وہ ہے جس میں وہ اوصاف ہوں جو اس آیت میں بیان ہوئے ہیں * حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بھلائی یہ ہے کہ اطاعت کا مادہ دل میں پیدا ہو جائے فرائض کی پابندی ہو، بھلائیوں پر عمل * جس نے اس آیت پر عمل کر لیا اس نے کامل اسلام لے لیا اور دل کھول کر بھلائی سمیٹ لی اس کا ذات باری پر ایمان ہے یہ جانتا ہے کہ معبود برحق وہی ہے فرشتوں کے وجود کو اور اس بات کو کہ وہ اللہ کا پیغام اللہ کے مخصوص بندوں پر اترتے ہیں مانتا ہے کل آسمانی کتابوں کو برحق جانتا ہے اور قرآن حکیم کو تمام اگلی کتابوں کی مصدق تمام بھلائیوں کی جامع اور سعادت دارین کو شامل مانتا ہے جملہ نبیوں بالخصوص خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا ایمان ہے۔ (تفسیر کبیر)

بھلائی یہی نہیں کہ نماز میں مشرق و مغرب کی طرف منہ کیا کرو (یہود یہی گمان کرتے تھے ان کے رد کے لئے یہ آیت نازل ہوئی) لیکن بھلائی والا وہ ہے جو اللہ اور پچھلے دن اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے (جلالین)

قوتِ نظریہ یعنی تصحیح عقائد جس کو معرفت و علم کہتے ہیں یہ سب ہی اعلیٰ و اشرف ہے زیادہ تر
نجات و حیاتِ ابدی کا اسی پر مدار ہوا اسی لئے اس آیت میں پہلے اسی کو بیان فرمایا (یعنی
ایمان) اس کے بعد قوتِ عملیہ کا ذکر ہے) قوتِ عملیہ کو اعمالِ صالحہ سے موسوم کیا جاتا ہے
ایمان لانے کے بعد اس کے مقتضی اور ہدایات کو عمل میں نہ لانا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ
اس شخص کو بات کا یقین ہی نہیں جو اس کو عمل میں نہیں لاتا۔ نیک کاموں میں سے ایک کام اللہ تعالیٰ
کی مخلوق پر رحم کھانا ان کے ساتھ سلوک کرنا ہے زبانی اور بدنی سلوک میں سے مالی سلوک کو لیا (تفسیر حقانی)

اس آیت میں نیکی کے چھ طریقے ارشاد فرمائے (۱) ایمان لانا (۲) مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴)
زکوٰۃ دینا (۵) عہد پورا کرنا (۶) صبر کرنا * ایمان کے بعد مال دینے کا بیان فرمایا اس کے چھ مصارف ذکر فرمائے (کنز الایمان)
مال سے زیادہ محبت نہ کرے بلکہ اسے ان چھ مقامات پر خرچ کرے۔ (۱) قرابت داروں (۲)
یتیموں (۳) مسکینوں (۴) مسافروں (۵) گداگروں (۶) غلاموں کی آزادی یا جنگی قیدیوں کو چھڑانے
یا قیدیوں یا قرضداروں کی گردنیں چھڑانے کے لئے۔ قرابت داروں کو دینے میں دو ثواب ہیں صدقہ کا
اور حقِ قرابت کا۔ قرابت داروں سے اکثر جھگڑے رہتے ہیں نفس انہیں دینے کا مخالف ہوتا ہے لیکن
انہیں دینا نفس پر جبر ہوتا ہے۔ ایمان کی کسوٹی نماز کی پابندی ہے اسے خوبی سے ادا کرنا۔
اس کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی۔ عہد کا پورا کرنا۔ نفسانی جسمانی اور مالی مصیبتوں پر صبر
کرنا * فوائد: یہ آیت ایمانیات اور نیک اعمال کی عمدہ فہرست ہے * ایک شخص نے
حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایمان کیا ہے؟ حضور اکرم نے یہی آیت پڑھی اسے کچھ
تسکین نہ ہوئی تو حضور نے اسے پاس بلا کر ارشاد فرمایا۔ اپنی نیکی پر خوش ہو اور ثواب کی
امید رکھو اور بدی پر غمگین ہو اور عذاب سے ڈرو * دینی و دنیاوی سارے احکام اس آیت سے نکل سکتے ہیں (از [illegible] بحوالہ [illegible])

محبت پرستی کے خلاف واضح ارشاد اور مشرکانہ ذہنیت کی تردید * عقائد کی تصحیح کا بیان *
(۱) امن باللہ (۲) والیوم الآخر (۳) والملٰئکۃ (۴) والکتٰب (۵) والنبیّٖن
اس کے بعد اصلاح اعمال سے متعلق ارشادات کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال خرچ کرے یا خود
مال سے محبت کے باوجود اسے قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں
اور مقروضوں (غلاموں اور قیدیوں وغیرہ) کی گردنیں چھڑانے کے لئے تعمیل حکم اور رضائے حق تعالیٰ
کی خاطر خرچ کرے۔ عقائد اور معاملات کی تصحیح اور درستگی کے بعد آیت شریف میں عبادات
سے متعلق ارشاد ہے۔ نماز و زکوٰۃ دو فرض فرائض کو کما حقہ ادا کرنا یعنی بدنی اور مالی دونوں
عبادتوں کو بجا لانا۔ عہد پورا کرنا وعدہ وفا کرنا اخلاقی جوہر ہے اس کی پابندی کی جائے۔ مصیبت غربت اور
حالتِ قتال میں صبر کرنے والے حقیقت میں مومن ہیں۔ اہل ایمان کے تمام اوصاف کی تفصیل کے بعد آیت شریف

[illegible]